مناقبِ معروف کرخی
مؤلف
امام عبدالرحمٰن بن علی جوزی
متوفی ۵۹۶ھ
ترجمہ و تحشیہ مع ضمیمہ جات
شبیر حسین ازہری
ناشر
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد دکن

حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرکزِ عقیدت،
دوسری صدی ہجری کے ایک عظیم پایہ بزرگ،
سرخیلِ اولیا و اصفیا، حضور سیدنا معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی سیرت و سوانح پر ایک مستند اور جامع دستاویز "مناقب
معروف الکرخی و اخبارہ" کا سلیس اردو ترجمہ مسمیٰ بہ

مناقب معروف کرخی

مؤلف:

امام عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی

(متوفی: ۵۹۷ھ)

ترجمہ، تقدیم و تحشیہ:

شبیر حسین ازہری

ناشر
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد، دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ کتاب بزبان اردو: 103 ❁ سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 40

❁......نام کتاب : مناقب معروف الکرخی واخبارہ
❁......اردو نام : مناقب معروف کرخی
❁......مصنف : امام عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی (متوفی: ۵۹۷ھ)
❁......مترجم ومحقق : علامہ مولانا شبیر حسین ازہری
❁......تحریک ونگران : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی، جدہ، حجاز مقدس۔
❁......برائے ایصال ثواب: مرحوم الحاج سید قدرت اللہ قادری
[نبیرۂ حضرت سید زرد علی شاہ قادری مہاجر مکی علیہ الرحمہ]
❁......بتعاون واہتمام : عالی جناب سید سمیع اللہ قادری [حال مقیم نیو یارک، امریکہ]
❁......اشاعت اول : 1440ھ/2019ء (بموقع عرس مخدوم ملت محدث اعظم ہند قدس سرہ)
❁......ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن۔
❁......صفحات : 128 ❁......ہدیہ:

❁ ملنے کے پتے ❁

☆......مکتبہ شیخ الاسلام، احمد آباد، گجرات۔ 09624221212
☆......سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی۔ 09867934085
☆......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد۔ 09502314649
☆......مکتبہ نورالاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد۔ 09966387400
☆......مکتبہ فیضان اشرفی، جامع اشرف، کچھوچھہ شریف 09451619386
☆......عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد۔ 09440068759
☆......مدنی فاؤنڈیشن، ہبلی، کرناٹک۔ 08147678515
☆......مکتبہ سہروردیہ، گتی، اننت پور، آندھرا پردیش۔ 07013242112

فہرست مضامین

❁❁❁

انتساب

امام اعظم

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

❁

غوث اعظم

سید محی الدین عبدالقادر جیلانی

❁

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

مجدد اعظم

امام احمد رضا خان قادری بریلوی

❁

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی
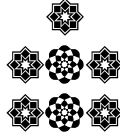
یا الٰہی امر بالمعروف کی توفیق دے
حضرت معروف کرخی رہنما کے واسطے
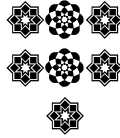
بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت و طریقت پر۔

"مناقب معروف کرخی" محدث جلیل۔ امام عبد الرحمٰن بن علی بن جوزی حنبلی علیہ الرحمہ (متوفی: ۵۹۷ھ) کی کتاب "مناقب معروف الکرخی واخبارہ" کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ امام ابن جوزی نے بڑے ہی دل کش اور عالمانہ انداز میں یہ کتاب عربی زبان میں مرتب کی ہے۔ موجودہ دور میں اس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگاتے ہوئے میں نے چاہا کہ یہ کتاب برِّ صغیر کے اردو خواں اہل ذوق کی خدمت میں پیش کی جائے۔ میری اس خواہش اور اہم علمی و دینی ضرورت کے پیش نظر فاضل نوجوان۔ حضرت مولانا شبیر حسین مصباحی ازہری مد ظلہ العالی نے اس کتاب کا اردو زبان میں انتہائی شستہ، سلیس اور رواں ترجمہ کیا۔ ساتھ ہی ساتھ ایک جاندار مقدمہ لکھا اور ضروری مقامات پر بیش قیمت حاشیہ بھی لگایا جس سے کتاب کی افادیت دوبالا ہوگئی۔

میں ممنون و مشکور ہوں ادیب اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی مد ظلہ العالی [ایڈیٹر عربی ماہ نامہ "المشاہد" لکھنؤ، پرنسپل دار العلوم علیمیہ نسواں، جمدا شاہی، بستی] اور حضرت علامہ مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مد ظلہ العالی [صدر المدرسین مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر، یوپی۔] کا جنھوں نے کتاب پر اپنے تاثرات قلم بند کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کر دیا۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت الحمدللہ! مختلف اہم عربی کتب ورسائل کا اردو ترجمہ کرانے کی سعادت حاصل کی ہے، یہ کتاب **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن** کی 40ویں اشاعتی پیش کش ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت کو قبول فرمائے، ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ناشرین واراکین "**اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن**" کو مزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو نفع وفیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

فقیرِ غوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس۔

❁❁❁

تقـــریظ

حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی

ایڈیٹر عربی ماہ نامہ ''المشاہد'' لکھنؤ، پرنسپل دار العلوم علیمیہ نسواں، جمدا شاہی، بستی۔

باسمہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم، وبفضل حبیبہ الشفیع،
صلی علیہ وعلیٰ الہ، وصحبہ اجمعین۔

وبعد،

زیر نظر کتاب ایک ولی کی مبارک زندگی کے مبارک احوال پر مشتمل ہے جو سالکین کے لئے مشعل راہ ہے اور عام مسلمانوں کے لئے مینارِ نور۔ یہ کتاب محبت الٰہی کی داستان بھی ہے اور زہد وتقویٰ کی حکایت بھی، افراط وتفریط سے پاک ایک اللہ والے کی سوانح ہے جسے دنیا صوفیوں کا سرخیل اور زہد وتقویٰ کا امام وپیشوا جانتی ہے، جس کی زندگی بھی خلق خدا کے لئے نعمت تھی اور موت بھی، جس نے اللہ کی بارگاہ سے قربت کا فائدہ صرف خود ہی نہیں اٹھایا بلکہ خلق خدا اس کے فیوض وبرکات سے آج بھی مالا مال ہو رہی ہے، جس کی گواہی اپنے وقت کے ایک عظیم ناقد اور محدث علامہ ابن جوزی نے یہ کتاب لکھ کر پیش کر دی ہے۔

ابن جوزی کی زیر نظر کتاب کو پڑھ کر جہاں قاری ایک اللہ والے کی داستان محبت سے لطف اندوز ہوگا وہیں تصوف سے قربت، خلق خدا کی خدمت، اور اخلاق کریمانہ کی بیش بہا دولت سے بھی سرفراز ہوگا اور ساتھ ہی عصر حاضر میں کچھ کوتاہ بینوں کی طرف سے اچھالے گئے نت نئے مسائل سے بادل بھی چھٹتے چلے جائیں گے، مثلاً بزرگوں کے مزارات پر حاضری، مسئلہ استعانت، مسئلہ تصوف وغیرہ کہ یہ کوئی بریلوی عقیدہ نہیں ہے بلکہ سلف صالحین کا یہی منہج رہا ہے جیسا کہ اس کتاب میں صراحت کے ساتھ وارد ہو رہا ہے۔

اس لیے یہ کتاب اپنے مضمون اور فکر کے اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اللہ

تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا شبیر حسین صاحب قبلہ ازہری کو کہ انہوں نے کمر کس لی اور اس کتاب کو جو عربی میں تھی اردو میں منتقل کر کے اہل اردو پر احسان کیا۔ ان کا یہ کارنامہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے۔

مولانا موصوف نے اس کتاب کو اردو جامہ پہنانے اور اردو نسخے کو علمی اور اکیڈمی حیثیت دینے میں خوب محنت اور لگن سے کام کیا ہے، اس لیے صرف عبارتوں کا ترجمہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جا بجا مفید حاشیے سے کتاب کو مزین کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے، کتاب کے اندر وارد احادیث و اعلام کی تخریج کی، سخت الفاظ کی مختصر اور جامع تشریح کی، جس مقام پر کسی شبہ کا شبہ ہوا تو وضاحت کر دیا، غرض یہ کہ جدید اصولِ کتابت کی بھرپور رعایت کی ہے تاہم اس کتاب میں ان کا عمل ترجمہ، تقدیم اور تحشیہ کا ہے، تحقیق کا نہیں ہے کیوں کہ جدید اصطلاح میں تحقیق اور چیز ہے۔ کما لا یخفی علی الدارسین والباحثین الجدد۔

مولانا شبیر صاحب ازہری کا زیرِ نظر ترجمہ غالبا ان کی پہلی کاوش ہے، پھر بھی نہایت دلکش، سلیس اور نفیس ہے، سوائے چند مقامات کے کہیں تکلف کا احساس نہیں ہوتا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ اس پر خار وادی میں جوں جوں مولانا کا تجربہ بڑھتا جائے گا نکھار بھی بڑھتا رہے گا، اور دنیائے ترجمہ نگاری میں شبیر حسین ازہری ایک سنہرا نام ہوگا۔ ان شاء اللہ العظیم۔

بہر حال مولانا شبیر حسین صاحب ازہری ایک محنتی، باشعور اور ذی استعداد عالم دین ہیں، آپ کی تازہ ترین تحریری کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے جو مولانا موصوف کی صلاحیت اور ان کے حسنِ ذوق پر بہترین شاہد ہے، مستقبل میں بھی ان سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں، ابھی نوجوان ہیں ہمت بھی نوجوان ہے اگر لگن سے کام کرتے رہے تو ان شاء اللہ ایک خلا کو پر کرنے میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ دعا ہے کہ رب قدیر ان کے علم میں، عمل میں، اخلاص میں اور وقت میں برکتیں نازل فرمائے اور دن دونی ترقی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

انوار احمد بغدادی

جمداشاہی - ۲؍جنوری ۲۰۱۸

تقــــریظ

حضرت علامہ مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی

صدرالمدرسین مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکرنگر، یوپی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ دوسری صدی ہجری کے مشہور ومعروف بزرگ ہیں۔آپ علم وفضل کے امام، زہد وقناعت کے سلطان، فیوض وبرکات کے منبع اور سرخیل علما و صوفیا مانے جاتے ہیں۔ درس نظامی کی کتابوں سے دل چسپی رکھنے والے طلبا آپ کے نام سے واقف ہیں، علامہ شیخ مصلح الدین سعدی نے اپنی کتاب بوستاں میں آپ کا ذکر جمیل کیا ہے۔تذکرہ وسوانح کی کتابوں میں رغبت رکھنے والے علما وفضلا آپ سے متعارف ہیں، تاریخ وتراجم کی امہات الکتب میں آپ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔طریقت وسلوک کی راہوں پر چلنے والے مشائخ وصوفیا آپ کو بخوبی جانتے پہچانتے ہیں، اکثر سلسلوں کا فیضان آپ ہی کی معرفت کے سمندر سے جاری ہوتا ہے۔مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پند ونصائح اور وعظ وبیان کی کتابوں میں، تاریخ وسوانح اور تراجم وتذکرہ کے دستاویزوں میں، بیعت وطریقت اور تصوف ومعرفت کے شجروں میں آپ کا ذکر جمیل موجود ہے۔

حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کی شخصیت جتنی بڑی ہے ان کے تعلق سے اردو زبان میں لیٹریچر کی اتنی ہی کمی ہے۔اس کمی کی کچھ حد تک بھرپائی کرنے کے لیے **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن**۔ حیدرآباد۔ نے اپنے شعبۂ ترجمہ میں اس کتاب کا انتخاب کیا ہے۔**اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن** کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ ایسے موضوعات پر لکھواتا ہے جو نیا، ناپید، یا کمیاب ہوتا ہے، اہل ذوق کو جس کی تلاش وجستجو رہتی

ہے۔زمانہ جس کا متقاضی ہوتا ہے، فاؤنڈیشن کے اسی وصف خاص نے اس کے کاموں کو امتیازی حیثیت دے دی ہے۔

اس فاؤنڈیشن کا ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے نو فارغ علما یا منتہی طلبہ کو ترجمہ نگاری کا ذوق بخشا ہے، بلکہ بعض فارغین نے اپنی تصنیفی وتالیفی زندگی کا آغاز فاؤنڈیشن کی منتخب کردہ کتابوں کی ترجمہ نگاری سے ہی کیا ہے۔فاؤنڈیشن نے قلم وقرطاس سے ان فارغین علماوفضلا کا جو رشتہ قائم کیا تھا، وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا اور آج یہ فارغین اللہ عزوجل کے فضل اور اپنی محنت وکاوش سے مضبوط قلم کار ہیں۔

حضرت مولانا شبیر حسین صاحب قبلہ ازہری نے شیخ الاسلام، جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد جوزی کی کتاب **''مناقب معروف الکرخی واخبارہ''** کا ترجمہ محنت ولگن کے ساتھ کیا ہے۔اس کتاب میں حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کی پیدائش سے موت تک کے حالات، آپ سے مروی روایات، زہد وتصوف کے تعلق سے آپ کے مواعظ وخطبات، آپ کے ارشادات وفرمودات اور آپ کی دعاومناجات کا ذکر دل نشیں انداز میں کیا گیا ہے۔نیز علماومشائخ زمانہ کا حضرت شیخ کی طرف رجوع اور خلق خدا کا آپ کے اردگرد ازدہام وانبوہ کا بیان بھی جاذب قلب ونظر ہے۔مولانا شبیر حسین ازہری صاحب لائق مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس نہایت جامع کتاب کا بزبانِ اردو ترجمہ کر کے اردو داں طبقہ کو استفادہ کا موقع فراہم کیا ہے۔مولانا موصوف نے زیر نظر کتاب کے ترجمہ کے ساتھ ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ **''شیخ معروف کرخی: کتبِ تاریخ وتراجم کے دریچے سے''** کے عنوان سے ایک جامع، تحقیقی اور علمی مقدمہ لکھا ہے، مولانا موصوف کے اس مقدمہ کو پڑھنے کے بعد اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ مولانا تحقیقی مزاج رکھتے ہیں اور محنت ولگن سے لکھنے کے عادی ہیں۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ مولانا کا یہ علمی سفر جاری رہے اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گدائے مشائخ چشت اہل بہشت-عبدالخبیر اشرفی مصباحی

خادم طلبہ ومدرسین وخادم فقہ وحدیث

۸؍مارچ ۲۰۱۹ء/۳۰؍جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ

تقدیم

شبیر حسین ازہری

شیخ معروف کرخی:
کتب تاریخ وتراجم کے دریچے سے

تصوفِ اسلامی کے عظیم اور قدیم نمائندگان میں سے ایک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، صوفیائے کرام کے سلاسلِ طریقت میں سلسلہ معروفیہ اپنا منفرد مقام رکھتا ہے اور سلسلۃ السلاسل کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، شیخ معروف کرخی ان صوفیا میں سے ہیں جو زہد وورع کے راستے معرفت اور حقیقت تک پہنچے۔

تصوف کی قدیم ترین مرجع کتاب ''اللمع'' میں صوفی مؤرخ ابونصر سراج طوسی (متوفی:۳۷۸ھ) نے شیخ معروف کرخی کی زندگی پر کچھ روشنی نہیں ڈالی ہے، یہی حال ابوطالب مکی (متوفی:۳۸۶ھ) کی کتاب ''قوت القلوب'' کا ہے، کہ سوائے ایک دو جگہ کے جہاں شیخ معروف کرخی کی طرف ہلکا سا اشارہ ہے، کوئی خاص قابلِ ذکر بیان نہیں ہے، ابوبکر کلاباذی (متوفی:۳۹۵ھ) نے ضرور ''التعرف لمذہب اہل التصوف'' میں آپ کا نام رجال تصوف میں ذکر کیا ہے، لیکن آپ کے احوال سے متعلق کوئی بات نہیں کی ہے، البتہ ابوعبدالرحمان سلمی (متوفی:۴۱۲ھ) نے ''طبقات الصوفیہ'' میں قدرے تفصیل سے شیخ معروف کرخی کی ترجمہ نگاری کی ہے، مگر جامعیت کے ساتھ سب سے پہلے حافظ ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں آپ کا تذکرۂ جمیل کیا، اس کے علاوہ رسالہ قشیریہ، تذکرۃ الاولیاء، نفحات الانس اور کشف المحجوب میں بھی آپ کے متعلق کچھ باتیں، آپ کے زاویۂ نظر سے تصوف کی

تعریف وغیرہ درج ہیں، خطیب بغدادی (متوفی: ۴۶۳ھ) نے ''تاریخِ بغداد'' میں شیخ معروف کرخی کے زاہدانہ چہرے کی خاکہ نگاری کی ہے، جسے مِن وعَن ابن ابی یعلی (متوفی: ۵۲۰ھ) نے ''طبقات الحنابلہ'' میں نقل کردیا ہے، شیخ معروف کرخی کی ذات پر زیرِ نظر کتاب: **''مناقب معروف الکرخی واخبارہ''** پہلی مستقل کتاب ہے جو علامہ ابن جوزی کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے، جس کے ستائیس ابواب شیخ کرخی کے ذاتی احوال، افکار ونظریات، زہد وتوکل، شخصیت اور کردار پر وافر مقدار میں معلومات فراہم کرتے ہیں، اس کے بعد جو بھی لکھا گیا وہ اسی کتاب کے کسی نہ کسی باب کی شرح وتفصیل اور بازیافت ہے، مغزِ کلام یہ کہ آپ کی ذات پر لکھنے والے دو گروہ میں منقسم ہیں، ایک اہلِ تصوف جو حضرت داؤد طائی یا امام علی رضا رضی اللہ عنہما کے واسطے آپ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل کرتے ہیں اور آپ کو گروہِ صوفیہ کے سرخیل وامام گردانتے ہیں، دوسرا گروہ جو اہلِ تصوف سے کچھ زیادہ متاثر نہیں ہے، آپ کو ایک عظیم عابد وزاہد اور تارک الدنیا مانتا ہے، البتہ آپ کے افکار ونظریات صاف اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ آپ تصوفِ اسلامی کی ایک بہترین یادگار اور اس کا عملی پیکر ہیں، ہر طرح کی بے راہ روی سے پاک خالص تصوفِ اسلامی کے نمائندہ ہیں اور زہد کے راستے معرفت اور تصوف تک پہنچنے والے عظیم صوفی ہیں۔

دوسری صدی ہجری کا بغداد: ایک اچٹتی نظر

''تو چاہے کہیں چلا جا لیکن برسے گا میری ہی سلطنت کے اندر۔''

کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے بادل کے ایک ٹکڑے سے مخاطب ہو کر یہ جملہ کہا تھا، جیسے پچھلی صدی کے آغاز میں کہا جاتا تھا کہ ''سلطنتِ برطانیہ میں سورج کہیں نہیں ڈوبتا'' بلاشبہ عباسی خلافت کا پہلا نصف دور (۱۳۲ھ/ ۲۱۸ھ یا ۷۵۰/ ۸۳۳ عیسوی) مسلمانوں کے فتوحاتی نہیں، تمدنی اور ثقافتی عروج کا سنہرا زمانہ ہے، اسی عہد میں فنونِ لطیفہ نے سیاسی سرپرستی حاصل کی، اس صدی میں بنی عباس کی حکومت دنیا کی سب سے بڑی سیاسی وحدت تھی اور دار السلام بغداد اس کا صرف سیاسی دار الخلافہ نہیں تھا، بلکہ علم وفن، اور تہذیب وتمدن کا عظیم مرکز تھا، ساری دنیا کے طالبانِ علوم کا مقصد کعبہ اور علما وفضلا کا قبلۂ حاجات تھا، تاریخ و

جغرافیہ، حکمت و فلسفہ و کلام، فقہ و حدیث، ادب اور شاعری نے جہاں جلوہ سامانیاں کیں، وہیں اسی دور میں داؤد طائی، بشر الحافی، معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی اور شبلی جیسے عارفین اور زاہدین نے بغداد کو زینت بخشی، ایسا دور کہ جس میں پاسبانِ عقل کو ساتھ رکھنے والے علما و ادبا بھی تھے اور کبھی کبھی دل کو تنہا چھوڑنے والے صوفیا بھی، شریعت و طریقت کے اسی حسین امتزاج اور فقہ و تصوف کی ہم آہنگی نے بغداد کو ایک روادار، امن پسند معاشرہ تشکیل دینے کا موقع دیا، جس کے سائے میں ایرانی، ترک اور دوسری اقوام بھی رہ سکیں، کیوں کہ عباسی حکومت بنی امیہ کی طرح خالص عرب خلافت نہ رہی تھی، خلیفہ اور اس کا خاندان عرب تھا، حکومت کے نظم و نسق میں ایرانی وزرا کا عمل دخل تھا اور فوج میں ترک کا اپنا ایک مقام تھا، غالباً عربوں کا ایرانیوں کے ساتھ تال میل جتنا اس دور میں نظر آتا ہے، دیگر ادوار میں اتنا نظر نہیں آتا، کہ جب دونوں خلافت کے استحکام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے تھے، بغداد کچھ تو دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کی بنیاد پر مختلف مزاج، مختلف نوعیت اور الگ الگ نسلوں اور قوموں کا مسکن بن چکا تھا۔

حضرت شیخ معروف کرخی کی سنِ ولادت کے بارے میں تاریخ بالکل خاموش ہے، البتہ آپ کا سنِ وفات ۲۰۰ھ اور فرقد سنجی (م: ۱۳۱ھ) سے آپ کا رشتۂ تلمذ ضرور اتنا واضح کرتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری کے ربعِ اول میں آپ کی ولادت ہے، دار الکتاب العربی سے چھپی ''مناقب معروف الکرخی و اخبارہ'' کے مقدمۂ تحقیق میں محقق عبد اللہ جبوری نے اپنے تخمینے کی بنیاد پر ۱۲۰ھ یا اس کے قریب کا سن بتایا ہے، اس زاویے سے آپ نے پہلے عباسی خلیفہ سفاح (۱۳۲ھ/ ۱۳۶ھ یا ۷۵۰/ ۷۵۴ عیسوی) سے لے کر مامون الرشید کے دورِ حکومت کے ابتدائی چند سال تک کا زمانہ پایا، ایرانی وزرا فضل بن سہیل اور طاہر بن حسین بھی اسی عہد سے وابستہ ہیں، جہاں علمی اور ثقافتی ترقی شیخ معروف کرخی کے زمانے میں ہوئی وہاں مسلمانوں کی گرتی ہوئی اخلاقی حالت بھی آپ ملاحظہ کر رہے تھے، امویوں سے سفاح کا سفاکانہ انتقام، خاندانِ برامکہ کا عروج و زوال آپ کے سامنے ہی کی بات ہے، امین و مامون دونوں بھائیوں کی خانہ جنگی اور امین کا قتل جیسے حادثات جس سے بغداد کو شدید نقصان پہنچا، آپ کی آنکھوں کے سامنے رونما ہوئے، خلافت کے نام پر ملوکیت کے نظام سے

پریشان عام خلقِ خدا، ان کے علاوہ اور کئی اسباب تصوفِ اسلامی کے پنپنے اور فروغ پانے کے لئے کافی تھے، چنانچہ شیخ داؤد طائی، شیخ شقیق بلخی، بشر حافی، ابو تراب نخشبی، ذوالنون مصری، ابو ہاشم صوفی، حاتم اصم اور شیخ معروف کرخی وغیرہم جیسی شخصیات ابھر کر سامنے آئیں، جن کے سامنے تختِ سکندری کی کوئی وقعت نہ تھی، جن کا کام خدمتِ خلق تھا، محبت جن کا شغل، رحم دلی جن کا وطیرہ اور رضائے الٰہی جن کی پہلی اور آخری فکر تھی۔

معروف کرخی: زاہد کرخی

کسے راہِ معروف کرخی نجست　　　　که بنہاد معروف از سر نخست

(سعدیؔ)

حبِ دنیا اصلِ فساد ہے، برائی کی جڑ ہے، جس کا علاج زہد ہے، اسی وجہ سے مقاماتِ تصوف میں زہد ایک اہم مقام شمار کیا جاتا ہے، لیکن یہاں زہد سے مراد صرف ایک صفت نہیں، بلکہ ایک آئیڈیالوجی ہے، زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، پہلی صدی ہجری میں تصوف کو احسان، زہد و رقائق کے نام سے جانا جاتا تھا، حضرت شیخ معروف کرخی کے زمانے سے زہد، تصوف سے تبدیل ہوا، اب زاہد کو صوفی کہا جانے لگا اور زہد کو تصوف، یہ تاریخی حقیقت تصوفِ اسلامی کو اسلامی شریعت میں دخیل اور اجنبی سمجھنے والوں کو سمجھنی چاہیے۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ آپ کا زہد حضرت شیخ داؤد طائی (متوفی: ۱۶۵ھ) اور فرقد سنجی (متوفی: ۱۳۱ھ) سے ماخوذ ہے، زہد حضرت شیخ معروف کرخی کی صرف ایک خوبی نہیں ہے بلکہ آپ کی ''شخصیت کی کلید'' ہے، اپنے دیگر اقران و معاصرین سے آپ اپنے زہد کی بنا پر ممتاز نظر آتے ہیں، آپ کے یہاں زہد رہبانیت کے شائبے سے بالکل پاک ہے، اللہ کی طرف سے حلال طیبات کو حرام کرنے پر آپ کے زہد کی بنیاد نہیں ہے بلکہ احتسابِ نفس، دائمی خوفِ خدا اور اسلام کے جوہرِ اصیل پر آپ کے زہد کی دیواریں استوار ہیں، حضرت بشر حافی کے زہد کے مقابل آپ کا زہد میانہ اور اعتدال پسندانہ ہے، معروف کرخی لوگوں کے عطیات و ہدایا قبول کرتے ہیں، البتہ اسے مخلوقِ خدا کی حاجات میں ہی صرف کرتے ہیں، جب کہ حضرت بشر بن حارث حافی کا زہد خشک نظر آتا ہے، اسی وجہ سے جب

راوی ابونصر تمار شیخ معروف کرخی سے ان کے ولیمے وغیرہ کی پر تکلف دعوتوں میں جانے کے متعلق پوچھتے ہیں، تو آپ فرماتے ہیں:

میں مولیٰ کا مہمان ہوں، جہاں وہ میری ضیافت کرے گا میں جاؤں گا، ابونصر یہ جواب سن کر بشر حافی کے پاس جاتے ہیں اور شیخ معروف کا جواب سنا کر کہتے ہیں:

میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو کئی سالوں سے بیگن کھانے کی خواہش لئے پھرتے ہیں (جس سے ان کی مراد خود بشر حافی کی ذات تھی) اور معروف کا تو یہ حال ہے؟

تب حضرت بشر حافی جواب دیتے ہیں:

''بھائی! میں ورع کی تنگی میں گزر بسر کرتا ہوں، جب کہ معروف کو معرفت کشادہ رکھتی ہے۔''

یہی کشادگی اور وسعتِ ظرف جو صوفیا کا شیوہ ہے شیخ معروف کرخی میں اس وقت بالکل نمایاں نظر آتی ہے، جب دریائے دجلہ پر منچلے اور شراب و مستی میں ڈوبے ہوئے نوجوانوں کی ایک جماعت کے لیے آپ سے دعائے ہلاکت کی درخواست کی جاتی ہے تو آپ دعا کرتے ہیں:

مولیٰ تو نے جیسے انہیں دنیا میں خوش رکھا ہے، عقبیٰ میں بھی خوش رکھ، یا پھر وہ واقعہ جب آپ باغیوں کی ایک جماعت کے لئے حفاظتِ خداوندی کی دعا مانگتے ہیں۔

آپ کے نزدیک پرہیز گاری کی شرط تقوے کی حقیقت کو سمجھنا ہے، فرماتے ہیں:

اگر آپ کو تقوے اور پرہیز گاری کی اچھی سمجھ نہیں ہے تو آپ سود بھی کھا لو گے! اجنبی عورت کی طرف نگاہیں بھی اٹھ جائیں گی! آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن پر شمشیرِ براں رکھ دو گے! پھر اپنا محاسبہ کرتے ہوئے فرمایا: میں جو اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھا ہوں اس سے مجھے پرہیز کرنا چاہئے تھا، یہ جو آپ کافی وقت سے میرے ساتھ بیٹھے ہیں اس سے آپ کو پرہیز کرنا چاہئے تھا، عبادت و ریاضت کا حال یہ تھا کہ آپ کی مونچھیں تراش رہے حجام نے جب جنبشِ لب روکنے کے لئے کہا جو تسبیح کی وجہ سے تھی تو آپ نے فرمایا:

آپ تو اپنا کام کر رہے ہیں! ہم اپنا کام نہ کریں؟؟ صائم الدہر تھے، کبھی دعوت ہوتی تو افطار کر لیتے، شب زندہ دار ایسے کہ آپ کے ہم سائے قاسم بن محمد بغدادی آپ کے

نالۂ نیم شبی اور آہِ سحر گاہی کی گواہی دیتے ہیں۔

شیخ معروف کرخی: افکار و نظریات

مصری محقق محمود شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ عرصہ پہلے پڑھا تھا، مگر ذہن میں ایسے گھر کر گیا ہے کہ بھولتا نہیں ہے، فرمایا تھا:

''تراجم الرجال مدارس الاجیال''

شیخ معروف کرخی بجائے خود ایک مکتبِ فکر، ایک مدرسہ ہیں، جنہیں پڑھا جانا چاہیے، یوں تو تاریخ نے آپ کی زندگی کے بارے میں اتنا کچھ محفوظ نہیں کیا ہے مگر جتنے اخبار و آثار ہم تک پہنچے وہ آپ کی کچھ تعلیمات، افکار و نظریات پر روشنی ضرور ڈالتے ہیں، تصوف کی تعریف میں یوں تو شدید اختلافِ تنوع پایا جاتا ہے، مگر مشہور مستشرق نیکلسن کی تحقیق کے مطابق تصوف کی سب سے پہلی تعریف حضرت شیخ معروف کرخی نے کی ہے، جو لوگ حضرت شیخ معروف کرخی کو صرف بطور ایک زاہد متعارف کرانے پر بضد ہیں، ان کو یہ تعریف اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنے کی دعوت دیتی ہے، تصوف آپ کے یہاں عبارت ہے، حقائق کا احاطہ کر کے دقیق مسائل بیان کرنے اور مخلوق سے کسی طرح کی کوئی آس نہ رکھنے سے، اسی تعریف کے پہلے جز کہ حقیقت کے دقیق مسائل بیان کرنا کا اثر ہے کہ آپ کے نامور مرید و خلیفہ ابوالحسن سری سقطی پہلے وہ صوفی بنے، جنہوں نے بغداد میں برسرِ منبر حقائقِ توحید بیان کئے، اس تعریف سے صاف واضح ہے کہ شیخ معروف کرخی تصوف کو اس صدی میں جو تصوفِ اسلامی کے لئے اہم صدی مانی جاتی ہے، حقیقت اور معرفت تک رسائی سے تعبیر کرتے ہیں، صرف ظاہری اعمال پر دار و مدار نہیں، بلکہ روحِ شریعت اور حقیقتِ دین کی تلاش آپ کے یہاں تصوف ہے۔

توکل: تصوف کی تعریف کا آخری حصہ ''مخلوقِ خدا سے ناامیدی'' توکل کا پیش لفظ ہے، اللہ کی ذات پر کامل اعتماد بندے کو بے نیازِ زر و سیم کر دیتا ہے، شیخ معروف کرخی کا تسلیم و رضا سے مملو یہ جملہ ''میں تو اس کا مہمان ہوں، جہاں سے کھلائے گا کھاؤں گا'' یا خود سپردگی کا یہ مقام کہ: ''میں تو بندہ ہوں جس کے معاملات طے ہو چکے ہیں'' اسی توکل کی جلوہ نمائی ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا تھا:

حضور! مسجد میں جانے سے پہلے اونٹنی باندھ دوں یا اللہ پر بھروسہ کر کے اسے یوں ہی چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

اعقلھا وتوکل علی اللہ! اسے باندھ دے اور اللہ پر بھروسہ کر!

جامع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مختصر سی حدیث میں توکل کا فلسفہ سمجھا دیا تھا، شیخ معروف کرخی کا توکل بھی اسی توکل سے ماخوذ ہے، آپ کے یہاں توکل کا مطلب سہل طلبی، تساہل یا تعطلی نہیں ہے بلکہ اخذِ اسباب کے قانون کو مدِنظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اچھے اعمال کے بغیر جنت طلبی، شرائع کو پسِ پشت ڈال کر امیدِ شفاعت، خود فریبی ہے، جہالت وحماقت ہے۔''

توکل کا معیار آپ کے یہاں نہایت بلند ہے، چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے نصیحت کرنے کی درخواست کی، تو فرمایا:

اللہ کی ذات پر اعتماد رکھو! ایسے کہ وہی تمہارا انیس وجلیس ہو وہی تمہارا معلم ہو اور وہی تمہارا مرجع، عطرِ کلام یہ کہ شیخ ابو طالب مکی (متوفی: ۳۸۶ھ) نے قوت القلوب میں توکل کی جو چار اقسام ذکر کی ہیں وہ تمام بوجہِ احسن حضرت شیخ معروف کرخی کی ذاتِ پاک میں موجود تھیں۔

شیخ معروف کرخی: ایک صلح پسند، صلح جو انسان

رواداری اور صلح پسندی ہر دور کے صوفیائے کرام کا طرۂ امتیاز رہی ہے، خواجہ معروف کرخی کی زندگی کا جب ہم عمیق جائزہ لیتے اور گہرا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی نشست و برخاست، چال چلن، عادات واطوار میں تسامح، امن پسندی، رواداری اور بلاتفریق محبت خلق کی جلوہ گری نظر آتی ہے، آپ کی عملی زندگی سے آپسی معاشرت، باہمی سچے برتاؤ اور تعایش سلمی کا درس ملتا ہے، قیل وقال، بحث ومباحثہ اور جدال ونقاش آپ کے یہاں نہایت مذموم ہے، اپنے اصحاب سے فرماتے:

''اللہ تعالی جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جدال کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب کسی کے ساتھ خیر کے علاوہ کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے جدال کا دروازہ کھول دیتا ہے اور عمل کا دروازہ بند کر دیتا

ہے۔"

بلاشبہ آپ دوسری صدی ہجری کے تصوفِ اسلامی کے عظیم نمائندے ہیں، یہ وہ قیمتی دور ہے جب پوری دنیا میں ہمارے تہذیب وتمدن اور اخوت ومساوات کی قسمیں کھائی جاتی تھیں، معاشرہ رواداراور اختلافِ آراء واختلاف مذاہب ومشارب کا احترام کرتا تھا، مزید برآں آپ تصوف کے امین ووارث، اب آپ کی وسعتِ قلبی اور کشادگیِ ظرف کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ اسی لئے بغداد میں آپ کو مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی، ہر دلعزیز ہستی بنے ،جس کی دلیل آپ کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا ہجوم، وفات کے دن بازاروں کا بند ہونا ہے، غور کیا جائے تو دلی کئی بار اجڑی مگر بغداد کے مقابلے میں کم ہی اجڑی، بغداد بار بار تاخت وتاراج ہوا بلکہ تہس نہس ہوا، کتب خانے نذرِ آتش کئے گئے، گڑے مردے اکھاڑے گئے، تاریخی آثار مٹائے گئے، کیا کیا نہ ہوا لیکن حضرت معروف کرخی کے مزار کو کبھی کسی طاقت نے گزند نہ پہنچائی، حالاں کہ آپ کے مزار کی شہرت ہر دور میں بامِ عروج پر رہی، آپ کی بارگاہ مرجعِ خلائق رہی، اور آج بھی آپ کا مزار تاریخی آثار میں گنا جاتا ہے، بلکہ کچھ مؤرخین کے مطابق آپ کے مزار پر مختلف مشرب سے وابستگان اپنے علمی مناظروں اور مباحثوں کی مجالس منعقد کرتے تھے، جس میں اس بات کی طرف صاف اشارہ ہے کہ آپ کا مزار، رواداری کا رمز اور تسامح کا علامتی نشان تھا۔

معروف کرخی: اشد حباللہ

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

(اقبالؔ)

صوفیائے کرام کے ایک مخصوص طبقے کے یہاں خالق سے عشق ومحبت اور اس کی صنعت ہونے کی بنا پر پوری کائنات سے محبت کا تصور پایا جاتا ہے، حضرت رابعہ بصریہ عدویہ کے بعد یہ تصور حضرت معروف کرخی کی ذات واحوال میں عیاں وبیاں ہوتا ہے، اسے اصولِ تصوف میں شمار کرنا غلط نہ ہوگا، یہ عارف باللہ کا اہم ترین حال ہے، غالب نے عشق کے بارے میں کہا تھا کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے، عشقِ حقیقی پر بھی کسی کا زور نہیں ہے،

محبت کے متعلق کسی نے حضرت شیخ معروف کرخی سے پوچھ لیا، فرمایا:

''محبت تو اس کی عطا ہے، یہ کسبی نہیں ہے، رب کی دَین ہے، اس کے فضل سے ملتی ہے۔''

عارف کے تن بدن میں جب عشق کا شعلہ بھڑکتا ہے تو خالق کے سوا کل دنیا کی محبت کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے، لیکن اس سے عارف کا اندر روشن ہو جاتا ہے، قافلۂ شوق کے سالار رومیؒ کہتے ہیں:

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت

ہرکہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

عشق کی آگ جب جلتی ہے تو معشوق کو چھوڑ سب سوکھا ہرا بھسم کر دیتی ہے۔

حضرت معروف کرخی سے اللہ کے ولیوں کے نشانی پوچھی گئی تو فرمایا:

یہ ہمیشہ اللہ کی رضا کو لے کر فکر مند رہتے ہیں، ان کا سکون و اطمینان اللہ کی ذات سے ہوتا ہے اور ان کا کام کاج، اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے۔

حضرت شیخ معروف کرخی حب الٰہی میں مست و بے خود تھے، ان عارفین میں سے تھے جو جنت کی خواہش یا جہنم کے ڈر سے پرے رب کی عبادت صرف رب کے لئے کرتے ہیں، آپ نے اسی محبت کے تقاضے اور ادب آداب بجالانے میں زندگی صرف کی اور وفات کے بعد آپ کے خلیفہ و شاگرد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت شیخ معروف کرخی عرش الٰہی کے نیچے بے خودی کے عالم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھ رہا ہے یہ کون ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مولیٰ! تو بہتر جانتا ہے! حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''یہ میرا بندہ معروف ہے، میرے جامِ محبت کا مست ہے، اب میرے دیدار کے سوا یہ کسی چیز سے ہوش میں نہیں آئے گا''عشق الٰہی کا یہ جام جو شیخ معروف کرخی کے دل میں دستِ غیب نے انڈیل دیا تھا، اس کا خمار آپ کی ظاہری زندگی میں بھی رہا اور بعد وصال مختلف لوگوں کے خواب میں آپ اسی جذب و مستی کی حالت میں دیکھے گئے، عیناً یشرب بھا عباد اللہ و یفجرونھا تفجیرا۔

حضرت شیخ معروف کرخی کا طریقت میں مقام

تصوفِ اسلامی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل سلاسل کی اہمیت وافادیت مسلم ہے، حضرت شیخ معروف کرخی سے منسوب خانوادے کو خانوادہ کرخیاں کہا جاتا ہے، آپ کے مریدین خود کو کرخ کی نسبت سے کرخیاں کہلوانا پسند کرتے ہیں، کرخیوں کا طریقِ زندگی عزلت اور انقطاع کی زندگی جینا ہے، وہ حتی الامکان دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ رہتے ہیں، خوف وخشیتِ الٰہی سے ان کا جامِ زندگی لبریز رہتا ہے، بیشتر اوقات گریہ وزاری میں گزرتے ہیں، ہمیشہ لا الہ الا اللہ وردِ لب رہتا ہے، اہل کشف ومراقبہ مانے جاتے ہیں اور جو کوئی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ ان کی سیرت اختیار کر کے شرفِ مریدی پا لیتا ہے، سلاسلِ تصوف میں ''سلسلۂ معروفیہ'' اپنی چودہ شاخوں کے ساتھ حضرت معروف کرخی سے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے، اسی وجہ سے آپ کے سلسلے کو ''ام السلاسل'' بھی کہا جاتا ہے، وہ چودہ سلاسل جو آپ سے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مولویہ۔ (۲) سہروردیہ۔ (۳) نوربخشیہ۔
(۴) معنویہ۔ (۵) نعمت اللّٰھیہ۔ (۶) ذھبیہ کبرویہ۔
(۷) ذھبیہ اغتشاشیہ۔ (۸) بکتاشیہ۔ (۹) رفاعیہ۔
(۱۰) نقشبندیہ۔ (۱۱) جمالیہ۔ (۱۲) قونویہ۔
(۱۳) قادریہ۔ (۱۴) پیرحاجات۔

ان سلاسل میں تین طرق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتصال ہوتا ہے:

(۱) حضرت معروف کرخی/ داؤد طائی/ حبیب عجمی/ حسن بصری/ حضرت علی/ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) حضرت معروف کرخی/ فرقد سنجی/ حسن بصری/ انس بن مالک/ حضرت علی/ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۳) حضرت معروف کرخی/ حضرت علی رضا/ امام جعفر صادق/ امام محمد باقر/ امام زین العابدین/ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ/ حضرت علی المرتضیٰ/ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ حضرت شیخ داؤد طائی اور حضرت فرقد سنجی کے نہ صرف شاگرد ہیں بلکہ ان کے علم وفکر کے امین بھی ہیں، آپ کے یہاں جو زہد کا تصور ہے وہ ان دونوں کے ہاں سے آیا ہے، ان کے علاوہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بھی اسی زمانے میں کوفہ میں تھے، تو ان سے استفادہ بھی ممکن بلکہ کچھ راویوں کے نزدیک واقع ہے، نیز حضرت امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور دیگر علما ومحدثین کے ساتھ آپ کی علمی مجلس ہوتی رہتی تھی، آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کے تربیت یافتہ عظیم تابعی حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اکتسابِ فیض کیا ہے۔

آپ کے خلفا میں سب سے نمایاں نام شیخ الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے ماموں شیخِ طریقت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اس کے بعد حضرت ابراہیم بن عیسی، محمد بن سوار اور ابو اسحاق صیاد بھی آپ کے خلفا ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

معروف کرخی ابدال میں سے ہیں، مستجاب الدعوات ہیں۔

علومِ ظاہری میں آپ کے ملفوظات کم ملتے ہیں، جس کی وجہ حافظ ابونعیم اصفہانی یوں بیان فرماتے ہیں:

"شیخ معروف کے پاس علمِ روایت کا ایک وافر حصہ تھا، مگر آپ نے درایت کی طرف زیادہ توجہ کی اور اس علم کا عملی پیکر بننے میں متاعِ عزیز کو خرچ کیا، جس کی بنا پر روایت کی نوبت نہ ملی۔"

حضرت امام احمد بن حنبل کے سامنے کسی نے شیخ معروف کرخی کو کم علم کہا، تو آپ نے اس سے کہا! اپنی زبان روکو! اللہ تمہیں عافیت دے، علم جس مقصد کے لئے حاصل کیا جاتا ہے، وہ مقصد معروف کرخی کو حاصل ہے۔

آپ کئی زاویوں سے صوفیا میں حضرت حسن بصری سے مشابہ ہیں، خوفِ خداوندی اور حزن وفکر میں، نیز قبولیتِ عامہ میں۔

حضرت علی رضا سے ملاقات: تجزیاتی نگاہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو رہ نمائے طریقتِ علوی اور دربانِ دربارِ رضوی بھی کہا گیا ہے، آپ کے، اہل بیت اطہار کے آٹھویں امام حضرت علی رضا کے دستِ حق پرست پر اسلام لانے کی روایت مشہور رہے، کچھ لوگوں نے آپ کے والد کو حضرت علی رضا کے خدام و موالی میں شمار کیا ہے، جب کہ صاحب ''طبقات الصوفیہ'' ابوعبدالرحمان سلمی نے روایت بیان کی ہے کہ شیخ معروف کرخی حضرت علی رضا کے حاجب تھے، اور آپ کے وصال کا سبب بھی یہ دربانی بنا، ایک دفعہ شیعانِ علی رضا کی بھیڑ دروازے پر لگ گئی، اسی ازدحام میں آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں، جو آپ کی وفات کا سبب بنا، لیکن محققین و ناقدین اس روایت کو نقدِ تاریخ کی کسوٹی پر کھرا نہیں پاتے، حضرت شیخ معروف کرخی اور حضرت علی رضا کے باہمی ربط اور مصاحبت کو لے کر دو فریق قائلین اور ناقدین میں بٹے ہوئے ہیں، اختصار کے ساتھ میں دونوں کے موقف بیان کرتا ہوں۔

پہلا گروہ - ناقدین:

محققین اور باحثین کی یہ جماعت اس روایت کو تسلیم نہیں کرتی، ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب یا خدام اور موالی میں حضرت معروف کرخی کا نام نہیں آیا ہے۔

(۲) حضرت علی رضا مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں پیدا ہوئے، وہیں پروان چڑھے پھر طوس چلے آئے اور یہیں وصال فرمایا، اپنے زندگی میں کبھی بغداد نہ آئے، بالمقابل حضرت شیخ معروف کرخی کبھی بغداد سے باہر نہیں گئے۔

(۳) حضرت معروف کرخی کا زمانۂ طفولیت حضرت علی رضا (۱۵۳-۲۰۳ھ) کے زمانے میں نہ رہا ہوگا۔

(۴) حضرت شیخ معروف کرخی کا سنِ وفات معتمد اور صحیح روایت کے مطابق ۲۰۰ھ ہے، جب کہ امام علی رضا ۲۰۳ھ واصل بحق ہوئے۔

یہ تو ہوا درایۃً ، روایۃً اس کے بارے میں خود علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے شیخ ابوالفضل حافظ ابن ناصر کو یہ روایت سنائی تو انہوں نے کہا:

''یہ حکایت درست نہیں ہے، اہل نقل اسے کچھ اہمیت نہیں دیتے۔''

ممکن ہے کہ یہ کسی واضع راوی کی کارستانی ہو جسے ابوعبدالرحمان سلمی نے روایت کر دیا، اور حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کشف المحجوب میں دہرایا، جس کی بنا پر اسے شہرت ملی ، اس بات کی تائید ابن قتیبہ کی بات سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب المعارف میں معروف بن خربوذ نامی ایک شخص کو رجالِ شیعہ میں ذکر کیا ہے، بعید نہیں کہ نام کا یہ اتفاق التباس کا سبب بنا ہو، اور شاید بعض لوگوں کا حضرت معروف پر تشیع کا الزام بھی اسی التباس کی بنا پر ہو، علم تاریخ میں ناموں کا یہ التباس کوئی نیا نہیں ہے۔

دوسرا گروہ - قائلین:

قائلین کا گروہ جو حضرت شیخ معروف کرخی کے اسلام اور دربانی کا قصہ درست مانتا ہے، اس نے قابلِ اعتماد دلائل نہیں دیئے، ان میں سرِ فہرست مصطفی شیبی ، میرزا محمد باقر سلطانی وغیرہما بعض ایرانی حضرات ہیں جو تصوف میں تشیع کا اثر دکھانا چاہتے ہیں۔

ہاں اس بات کا بھی امکان ہے اور میرا ذاتی رجحان بھی یہی ہے کہ آپ اسلام حضرت علی رضا کے ہاتھ پر لائے ہوں اور دربانی کی بات راوی نے زیبِ داستاں کے لئے بڑھا دی ہو، کیوں کہ آپ کے والد بھی جب اسلام لائے تو فیروزان نام تبدیل کر کے ''علی'' نام رکھا جو حضرت علی رضا کے نام کی نسبت سے ہے، رہی یہ بات کہ وہ بغداد سے باہر نہ گئے، ممکن ہے کہ آپ جب بچپنے میں گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے تب آپ نے کوئی سفر کیا ہو اور اس سفر میں آپ کی ملاقات حضرت امام علی رضا سے ہوئی ہو، البتہ تاریخ کے صفحات میں اس سفر کو جگہ نہ ملی ہو۔

تاہم یہ ملحوظ رہے کہ حضرت معروف کرخی کے سلسلے کا اتصال اس ربط اور مصاحبت پر موقوف نہیں کہ دیگر طرائق سے آپ کا سلسلہ متصل و مضبوط ہے۔

وفات اور مزار

دلچسپ بات ہے کہ جس طرح حضرت حسن بصری اور عظیم شاعر فرزدق ایک سال میں راہی آخرت ہوئے اسی طرح شیخ کرخی اور ابونواس شاعر ایک سال میں وفات پائے۔

حضرت شیخ معروف کرخی نے محرم ۲۰۰ھ/ ۸۱۵ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، بعض تاریخ نگار سنِ وفات ۲۰۴ھ، ۲۰۶ھ وغیرہ بتاتے ہیں، مگر خطیب بغدادی، صاحبِ نفحات الانس اور شہزادہ دارشکوہ صاحبِ سفینۃ الاولیا پہلے قول کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

قطعۂ تاریخ وفات:

شیخ معروف پیر والی کرخ

گشت چوں از جہاں دنیا طاق

زبدۂ اصفیا (۲۰۰ھ) است تاریخش

شد عیاں نیر زبدۂ آفاق (۲۰۰ھ)

صاحبِ عادل (۲۰۰ھ) است واہلِ یقیں

باز تاریخ آں شہِ مشتاق

آپ ازدواجی زندگی سے منسلک نہیں ہوئے اور تجرد کی زندگی گزاری، حضرت شیخ سعدی نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''بوستان'' باب چہارم در تواضع میں حکایت معروف کرخی و مسافرِ رنجور میں ایک مصرعہ لکھا ہے شنیدند پوشیدگانِ حرم یعنی حرم کی پردہ نشین خواتین اور مستورات، حاشیہ نگاروں نے پوشیدگانِ حرم کی توضیح قوسین میں زوجہ سے کی ہے جو کہ حقیقت کے برخلاف ہے، کہ آپ نے شادی ہی نہیں کی تھی، بغداد میں آپ کی وفات کے دن لوگوں کا سیلاب اُمڈ آیا، بازار بند کر دیئے گئے، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کی، اسی دن عربی زبان کے عظیم شاعر ابونواس کا بھی انتقال ہوا، آپ کو کرخ میں ہی باب الدیر قبرستان کی مغربی جانب میں دفن کیا گیا، جو آپ کی تدفین کے بعد سے معروف کرخی کے مقبرے سے پہچانا جاتا ہے، آپ کا مزار تاریخی اور بغداد کے آثار قدیمہ میں سے ہے، بارہا تجدید کے مراحل سے گزرنے کے باوجود پرانے آثار محفوظ رکھے گئے ہیں، قبر سے متصل

ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جس میں ایک مینارہ عباسی دور کی یادگار ہے جسے ناصر لدین اللہ نے ۶۱۲ھ میں بنوایا تھا، آخری تجدید عراق کے سابق صدر صدام حسین کے زمانے میں ہوئی، جس میں آپ کی قبر جو کہ ایک تہہ خانے میں ہے، جہاں آپ عزلت نشین تھے، اسے بلند کر کے دوسرے منزلے پر لایا گیا ہے، آپ کی قبر مبارک کی اتنی برکتیں مشہور ہیں کہ علامہ ابن جوزی نے زیر نظر کتاب میں ایک پورا باب آپ کی قبر کی زیارت پر باندھا ہے، جس کی وجہ سے عربی محقق عبداللہ جبوری بھی جگہ جگہ پریشان نظر آتے ہیں، مگر باتیں اتنی واضح اور صاف ہیں کہ تاویل بنتی نہیں ہے، ایک جگہ تو محقق صاحب ابن جوزی کو'' قبوری'' بناتے بناتے رہ گئے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس مردِ درویش سے اس کی زندگی میں لوگوں نے غم کا علاج کرایا اور آج بھی زائرین کا اک ہجوم ہوتا ہے، اور یہ سلسلہ وفات کے بعد سے اب تک جاری ہے، اس کا اندازہ شیخ سعدی (۵۸۹ھ تا ۶۹۱ھ - ۱۱۸۴ء تا ۱۲۹۲ء) کے اس شعر سے ہوتا ہے:

نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیست
بجز گورِ معروف معروف نیست

ترجمہ:

آپ جانتے ہیں کہ کرخ میں قبریں تو بہت ہیں، مگر شیخ معروف کرخی کی قبر کو چھوڑ کر کسی کی قبر کو شہرتِ دوام حاصل نہیں ہے۔

نیز انور عبدالحمید سامرائی کے بحرِ رمل میں لکھے یہ عربی اشعار جو حضرت شیخ معروف کی قبر پر مکتوب ہیں، اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہیں:

ان هذا قبر معروف فقف ثم سلم باحترام و احتشام
لحده قد ضم شیخا عارفا وهو معروف لدی کل الانام
فعلیه رحمة ربنا و سلام ثم یتلوه سلام

آپ کے دونوں بھائی بھی اسی جگہ مدفون ہیں، جب کہ کئی مفسرین، فقہا، ادبا اور مؤرخین نے بھی جوارِ معروف کرخی میں دفن ہونا پسند کیا، جن میں عظیم مفسر ابو الثناء شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی م: ۱۲۷۰ھ اور علامہ عبدالرحمان آلوسی وغیرہما شامل ہیں۔

حضرت معروف کرخی اور توسل

حضرت شیخ معروف کرخی کا لقب ''برکتِ عصر'' ہے، علما و صلحا نے آپ کو اس لقب سے یاد کیا ہے، علامہ ابن جوزی نے زیرِ نظر کتاب میں ایک باب ساتواں باب ''فی ذکر تبرک العلماء والصالحین بزیارتہ'' باندھا ہے، نیز آپ کی کرامات اور آپ کی قبر پر دعا کی قبولیت پر الگ الگ مستقل باب، جن میں چند ایسے واقعات اور علما و صلحا کی شہادت نقل کی ہے، جس کو پڑھنے سے ہی توسل کے تعلق سے علامہ ابن جوزی کا موقف واضح ہو جاتا ہے، ان ابواب کو کسی مشاطگی کی ضرورت نہیں، ایک بار حضرت شیخ معروف کرخی نے اپنے مرید و خلیفہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اگر کوئی حاجت درپیش آئے تو مولیٰ سے میرا واسطہ دے کر مانگ لینا، نیز ایک واقعہ جسے شیخ ابن جوزی نے بیان فرمایا ہے کہ لوگ حضرت شیخ معروف کرخی کے پاس سخت گرمی کے دنوں میں بارش کے لئے دعا کرانے آئے، آپ نے دستِ دعا دراز کئے ابھی سمیٹے نہ تھے کہ بارش شروع ہوگئی، یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عمِ رسول اللہ حضرت عباس رضي اللہ عنہ کے توسل سے، ضحاک بن قیس نے یزید بن اسود کے وسیلے سے دعائے استسقا کی تھی، صاحبِ تلخیص فرماتے ہیں: مشائخ و علما کے توسل سے بارش طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں، ''المذہب'' میں ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی نیک انسان کو شفیع بنانا جائز بلکہ مستحب ہے، خیر! یہ بحث تفصیل طلب ہے، یہاں اسی پر اکتفا مناسب ہے۔

شیخ کرخی کی تعلیمات:

حضرت شیخ معروف کرخی فرض نمازوں کی ادائیگی میں اتنے مگن ہوتے، اس قدر خشوع وخضوع سے پڑھتے کہ دنیا ومافیہا کا ہوش نہ رہتا، آپ سے کثرت نوافل منقول نہیں ہے، صرف جمعہ کی نماز میں دو مختصر نفل ادا کرتے، ذکر وفکر کا غلبہ رہتا تاہم فرائض میں انہماک کا اثر آپ کے جسم پر بھی ظاہر ہوتا، اذان سنتے ہی حالت غیر ہونے لگ جاتی، کیوں کہ صالحین کے یاں نماز کوئی رسم یا روزمرہ کا معمول نہیں، بلکہ خشوع وخضوع کی معراج ہے، تسبیح

سے کبھی نہیں رکتے ، یہاں تک کہ نائی کے پاس مونچھیں ترشواتے وقت بھی تسبیح کی وجہ سے جنبشِ لب جاری ہے۔

وقت کی اہمیت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

میں نے صوفیہ سے دو نہایت قیمتی باتیں سیکھیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وقت تلوار کی طرح ہے، اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ دے گا، پس صوفیہ کی یہاں وقت کی اہمیت مسلم ہے، لیکن حضرت شیخ معروف کرخی وقت کے ساتھ انوکھا معاملہ کرتے ہیں، وقت جیسے کوئی جلد باز مہمان ہو، چنانچہ کسی عورت نے جب شام میں افطاری کے لیے کچھ کھانے کو مانگا؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم شام تک زندہ رہنے کی امید کرتی ہو! ایک دفعہ دریائے دجلہ کے کنارے تیمم کرتے ہوئے جب لوگوں نے آپ کو دیکھ کر ٹوکا تو فرمایا: کیا پتہ میں پانی تک پہنچوں یا نہ پہنچوں!! وقت کی اس درجہ قدر و قیمت نے آپ کی زندگی پر بڑا اثر ڈالا، پورا وقت آپ اپنے نفس کے تزکیہ میں صرف کرتے، باوجود اس کے کہ آپ ایک جلیل القدر عالم تھے، جیسا کہ سفیان بن عیینہ آپ کو حَبر کہا کرتے تھے، لیکن آپ جدال ونقاش کو پسند نہ کرتے، طبیعت سلیمہ کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے اور سارا وقت اپنے نفس کی تطہیر وتزکیہ میں صرف فرماتے۔

استادِ محترم:

دنیا کے کونے کونے سے لوگ آپ کے پاس اکتسابِ فیض کے لیے آتے، آپ آنے والے سے پہلا سوال کرتے کہ تعلم کی نیت سے آئے ہو یا عدمِ تعلم کی نیت سے؟ بلفظِ دیگر شاگرد بننے آئے ہو یا مرید بننے؟ یہ آپ کا پہلا سوال ہوتا اور یہی سوال آنے والا کا مقصد طے کرتا، مرید خود سپردگی کے مقام پر ہوتا ہے، اسے اعتماد حاصل ہو چکا ہوتا ہے کہ یہی شیخ (کرخی) میرا ماوی وملجا اور استاد کامل ہے، جب کہ شاگرد ابھی مراحل یقین پر گامزن ہوتا ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے، تلاش وجستجو کرتا ہے، پھر کہیں جا کر مقامِ ارادت پر فائز ہوتا ہے۔

فی زمانناجب کہ ہر طرف دین سمجھانے والوں کا جھمگٹا لگا ہوا ہے، ٹیلی ویزن سے

لے کر گلیوں میں پھرتے مرشدانِ دین تک، ایسے حالات میں ہمیں سوچ سمجھ کر اپنا مرشد، اپنا استادِ محترم چننے کا پیغام ہمیں استادِ محترم حضرت کرخی دے رہے ہیں۔

دلیلِ دعا:

حدیث پاک میں دعا کو مغزِ عبادت کہا گیا ہے، البتہ صرف دعا کافی نہیں، صدقِ دعا ضروری ہے، جو کہ توکل سے ملتا ہے، آپ دعا کو صرف قضائے حاجات کا ذریعہ نہیں سمجھتے، بلکہ دعا آپ کی تعلیمات میں ایک مناجات، رب کے حضور عرضِ احوال، ذریعہ تقرب الی اللہ اور اور شوق ملاقات کا عندیہ ہے، کتاب میں ایک پورا باب آپ کی دعا و مناجات کا موجود ہے۔

دیگر اقوال زریں:

۞ گو کہ زیرِ نظر کتاب میں آپ کے اقوال کا معتد بہ حصہ موجود ہے، تاہم کچھ ملفوظات جو ہم تک دیگر مصادر سے پہنچے ہیں، انہیں ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

۞ محبت ایک ایسی چیز ہے، جو سیکھنے اور کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔

۞ کسی بزرگ سے کسی گناہ کا سرزد ہو جانا، اس گناہ کو مباح نہیں کرتا ہے۔

۞ امیروں کی صحبت کے نقصانات حد بیان سے باہر ہیں، بچو! بچو!!

۞ عورت طالب حق کا مرشد اس کا شوہر ہے، اگرچہ شوہر خود طالبِ حق نہ ہو۔

۞ جو کوئی ہمیں اللہ کے نام پر دھوکا دے گا، ہم اس کا دھوکا کھا لیں گے۔

۞ اگر صاحب بدعت کو دیکھو کہ ہوا پر چلتا ہے تو بھی اسے قبول نہ کرو۔

۞ جو شخص نیک عمل حصول ثواب کے خیال سے کرتا ہے، وہ تاجر ہے، جو خوفِ عذاب سے کرتا ہے، وہ غلام ہے، جو صرف رضائے الٰہی کے خاطر کرتا ہے، وہی احرار (آزاد بندے) میں سے ہے۔

۞ گناہ کرنے والے سے میل جول رکھنا گناہ پر راضی ہونا ہے، اور گناہ سے راضی ہونا ارتکاب گناہ کے برابر ہے۔ عقیدہ درست نہ ہو تو عبادت بے کار ہے۔

۞ علم نر ہے اور عمل مادہ، دین و دنیا کے کام ان کے ملنے سے ہیں۔

۞ تواضع یہ ہے کہ جس کسی سے بھی تو ملے، اسے اپنے سے بہتر جانے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، عالم ہو یا جاہل۔

۞ شرک ظاہر بتوں کی پرستش اور شرک باطن مخلوق پر بھروسہ ہے۔

۞ عقل مند وہ ہے کہ جب اس پر مصیبت آئے تو پہلے دن وہی کرے جو تیسرے روز کرتا۔

۞ شیطان کو سب سے پیارا بخیل مسلمان اور ناپسند گنہگار سخی ہے۔

۞ وہ بنیاد جو کبھی ویران نہیں ہوتی، عدل ہے۔ وہ تلخی کہ جس کا آخر شیرینی ہو، صبر ہے۔ وہ شیرینی جس کا آخر تلخ ہے، شہوت ہے۔ لا علاج بیماری، ابلہی ہے، وہ بلا جس سے لوگوں کو بھاگنا چاہیے، عیش ہے۔

۞ لایعنی امور میں باتیں کرنا، گمرہی کی علامت ہے۔

۞ اے جھوٹے! تو نعمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھتا ہے، لیکن جب مصیبت آتی ہے، بھاگ کھڑا ہوتا ہے، بلا اور فقر میں ثابت قدم رہنا، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کی علامت ہے۔

۞ درویشی یہ ہے کہ کسی چیز پر طمع نہ کرے، جب بے طلب کوئی لائے، تو منع کرے اور جب لے تو جمع نہ کرے۔

۞ حب دنیا کو ترک کرو! اگر دنیا کی ذراسی بھی چیز دل میں ہوگی تو سجدے میں فراموش نہ کرسکو گے۔

۞ قیام اللیل کا نور روزِ محشر مومن کے آگے پیچھے ہوگا اور صوم نہار اسے آتشِ دوزخ سے دور رکھے گا۔

۞ قیامت کے دن ندا ہوگی اے اللہ کی حمد وثنا کرنے والے! کھڑے ہو جاؤ! تب صرف وہی کھڑا ہو پائے گا جو بکثرت قل ھو اللہ احد کا ذکر کرتا ہوگا۔

علامہ ابن جوزی: ایک مختصر تعارف

واعظِ شہیر، عالمِ جلیل، صاحبِ تصانیف کثیرہ، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمان

بن علی بن محمد نسباً قرشی تیمی صدیقی ،موطناً بغدادی، مشرباً حنبلی ۵۰۹ھ یا ۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے ،نوعمری سے حصولِ علم میں لگ گئے ،شب بیداری پسند تھی، کسی ایک فن یا علم پر قناعت نہیں کی بلکہ فقہ، حدیث ،تفسیر ، زہد، وعظ وغیرہ پر توجہ دی اور ملکہ حاصل کیا، آپ کو طلبِ علم کے لئے کوئی قابل ذکر سفر نہ کرنا پڑا، بلکہ بغداد کے مشائخ وعلما سے ہی اکتسابِ علم وفن کیا جن کی تعداد اسی تک پہنچتی ہے ،تقریر اور وعظ میں نمایاں مقام حاصل کیا، اپنے آثار اور علمی ترکہ میں فقہ، حدیث، تاریخ ،تفسیر ،سیرت ، جرح وتعدیل وغیرہا علوم پر غیر معمولی کتابیں چھوڑیں، تیرہویں رمضان ۵۹۷ھ شبِ جمعہ کو عشاو مغرب کے درمیان وفات پائی۔

ابن جوزی کی طرف اس کتاب کا انتساب

زیرِ نظر کتاب علامہ عبد الرحمان ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے، اس بات کی صراحت خود علامہ ابن جوزی نے کی ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' میں حضرت شیخ معروف کرخی کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہاں پر ہم اتنے پر ہی اکتفا کریں گے، جو شیخ کرخی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہے، اس کے لئے ہماری ایک مستقل کتاب حضرت شیخ معروف کرخی کے احوال واخبار پر موجود ہے، اس کا مطالعہ کرے، اس کے علاوہ حفید ابن جوزی (متوفی: ۶۵۴ھ) زین الدین ابن رجب حنبلی (متوفی: ۷۹۵ھ) حاجی خلیفہ، امام ذہبی اور خطیب بغدادی نے اس کتاب کو علامہ ابن جوزی کی تصنیفات میں شمار کیا ہے، نیز استاذ عبد الحمید علوجی نے بھی اسے اپنی کتاب ''مؤلفات ابن الجوزی'' میں ذکر کیا ہے، مزید برآں یہ نسخہ ہم تک حضرت جمال الدین ابو موسیٰ عبد اللہ بن عبد الغنی ،مقدسی کی روایت سے پہنچتا ہے، جنہوں نے علامہ ابن جوزی سے سماعت کی ہے، اور مؤرخین نے ان کی ثقاہت، حفظ و اتقان اور تقوے طہارت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے، البتہ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اس کتاب کے دو جزء ہیں، مگر صرف دوسرے جزء میں اس روایت کی صراحت ہے، پہلے جزء میں یہ نابلسی کی روایت سے ہے یا کسی اور کی روایت سے ہے، اس کی کوئی صراحت نہیں۔

❁❁❁

کتابیات

(۱) اللمع فی التصوف، ابونصر سراج طوسی، تحقیق وتخریج: عبدالحلیم محمود، طہ عبدالباقی، ناشر: دارالکتب الحدیثہ مصر۔
(۲) قوت القلوب، ابوطالب مکی، تحقیق وتقدیم: محمود ابراہیم رضوانی، ناشر: مکتبہ دارالتراث۔
(۳) التعرف لمذہب اہل التصوف، ابوبکر کلاباذی، آرتھر جون اربری، ناشر: مکتبہ خانجی، قاہرہ۔
(۴) طبقات الصوفیہ، ابوعبدالرحمان محمد سلمی، تحقیق وتعلیق: مصطفی عبدالقادر عطا، ناشر: دارالکتب العلمیہ ،لبنان۔
(۵) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، حافظ ابونعیم اصفہانی، ناشر: مطبعۃ السعادۃ۔
(۶) رسالہ قشیریہ، ابوالقاسم قشیری، تحقیق: امام اکبر شیخ عبدالحلیم محمود اور ڈاکٹر محمود بن شریف، ناشر: دار المعارف مصر۔
(۷) تذکرۃ الاولیا، شیخ فریدالدین عطار، ناشر: الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور۔
(۸) نفحات الانس من حضرات القدس، علامہ عبدالرحمان جامی، ناشر: ازہر شریف۔
(۹) کشف المحجوب، علی بن عثمان ہجویری لاہوری، ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔
(۱۰) وفیات الاعیان، علامہ ابن خلکان، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، ناشر: دار صادر بیروت۔
(۱۱) تاریخ مدینۃ السلام المعروف تاریخ بغداد، ابوبکر خطیب بغدادی، ناشر: تحقیق وتعلیق: ڈاکٹر بشار عواد، طباعت: دارالغرب الاسلامی۔
(۱۲) صفۃ الصفوۃ، علامہ ابوالفرج ابن جوزی، تحقیق: طارق محمد عبدالمنعم، ناشر: دار ابن خلدون۔
(۱۳) تاریخ الاسلام، علامہ حافظ ذہبی، تحقیق: ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری، ناشر: دارالکتاب العربی۔
(۱۴) طبقات الحنابلہ، ابن ابی یعلی، تحقیق: محمد حامد الفقی، ناشر: مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ، قاہرہ۔
(۱۵) خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور لاہوری، ترتیب: علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ناشر: مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور۔
(۱۶) جامعہ نظامیہ (بغداد) کا علمی وفکری کردار (۴۵۷ھ تا ۶۵۶ھ) ایک تحقیقی جائزہ، مقالہ برائے: پی ایچ۔ڈی، مقالہ نگار: محمد سہیل شفیق، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی۔
(۱۷) ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ثروت صولت، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، نئی دہلی۔
(۱۸) مناقب معروف الکرخی واخبارہ، علامہ ابن جوزی، تحقیق: ڈاکٹر عبداللہ جبوری، ناشر: دارالکتاب العربی۔
(۱۹) رہبران طریقت وعرفان، میرزا محمد باقر سلطانی، ناشر: انتشارات حقیقت، تہران۔
(۲۰) صیدالخاطر، علامہ ابن جوزی، ناشر: مکتبہ مصر۔

(۲۱)لطائف اشرفی،ملفوظات مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی،ناشر: شیخ ہاشم رضا اشرفی۔
(۲۲)مقالہ ''معروف کرخی''، ڈاکٹر حسن ذوالفقاری، ناشر: دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ شہید باہنر کرمان،دورۂ جدید،شمارہ ۱۹ –
(۲۳)مقالہ '' آراء وعقائد معروف کرخی ، ڈاکٹر حسن ذوالفقاری ، مطالعات عرفانی ،شمارۂ دوم ، زمنستان ۸۳۔
(۲۴)مقالہ ''فرسان العشق الالہی : معروف الکرخی ۔العارف المتسامح صاحب الکرامات ،عمار علی حسن ، مصری الیوم، ۱۳/۰۸/۲۰۱۱۔
(۲۵)سیر اعلام النبلاء،علامہ ذہبی،ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ۔
(۲۶)المنتظم ، علامہ ابن جوزی ، تحقیق : محمد عبد القادر عطا، مصطفی عبد القادر عطا ، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت،لبنان۔
(۲۷)اللباب فی تھذیب الانساب،علامہ ابن اثیر جزری،ناشر: دار صادر، بیروت۔
(۲۸)العبر فی خبر من غبر،علامہ شمس الدین ذہبی،ناشر: دار الکتب العلمیہ ۔
(۲۹)احوال ومقاماتِ معروف کرخی ، تحقیق وتالیف : شکور علی انور کوروی ، ناشر : پاک بک ایمپائر، اردو بازار لاہور۔
(۳۰)بوستاں،سعدی،مع حاشیہ ضوفشاں،ازمولانا نصراللہ مصباحی، ناشر:مجلسِ برکات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور۔
(۳۱)مخزن اخلاق ، از: مولانا رحمت اللہ سبحانی ، لدھیانوی ، ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی ، اردو بازار، لاہور۔
(۳۲)متصوفۃ بغداد،از:عزیز سید جاسم،ناشر:المرکز الثقافی العربی۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

حضرت علامہ، حافظ، شیخ الاسلام، ناصر الحق، محی السنۃ، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد الجوزی (ابدہ اللّٰہ برحمتہ (۱) نے ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اس خدائے برتر کے لئے جس نے اولیائے کرام کو رہ نما ستاروں کے مانند بنایا، ان کو مالک حقیقی تک پہنچانے والے راستے پر معالم کے طور پر متعین کیا اور ان کے ذکر سے دلوں کو معطر کیا، نہایت برتر و بالا ہے وہ ذات، میں اس کی تقسیم پر اس کی حمد بجالاتا ہوں اور اس کے فیصلوں پر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایک ازلی ہے، اس کے اتارے ہوئے قرآن پر ایمان لاتا ہوں، اس کے بعد اشرف المخلوقات محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم، ان کی آل پاک اور اصحاب و متبعین پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

حمد وصلاۃ کے بعد، میرا یہ طریقہ رہا ہے کہ میں سلف صالحین میں سے کسی ایک شخصیت پر ایک مستقل کتاب لکھتا ہوں (۲) پھر آسانی کی غرض سے اسے الگ الگ ابواب میں ترتیب دیتا ہوں، تاکہ مرید و سالک کامل استفادہ کرسکیں، اس کا اجر و صلہ مجھے اللہ ہی سے مطلوب ہے۔

۱۔ کتب تراث کے آغاز میں اس طرح کی عبارتیں عام طور سے کاتب یا راوی کی جانب سے ہوتی ہیں۔

۲۔ چنانچہ آپ کی مصنفات میں مناقب صدیق، مناقب عمر بن خطاب، مناقب عثمان، مناقب علی بن ابی طالب، مناقب الحسین، مناقب حسن البصری، مناقب عمر بن عبد العزیز، مناقب ابن مسیب، مناقب ابراہیم بن ادہم، مناقب رابعہ، مناقب الامام شافعی، مناقب احمد بن حنبل، مناقب بشر حافی، مناقب سفیان الثوری، مناقب فضیل بن عیاض اور زیر نظر کتاب ''مناقب معروف الکرخی واخبارہ'' اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

یہ کتاب ''مناقب معروف الکرخی واخبارہ'' بھی اسی طرز پر شیخ معروف کرخی کے مناقب وحالات پر روشنی ڈالتی ہے، کسی شخص کی ترجمہ نگاری اس کی شخصیت کے اسرار و رموز منکشف کرتی ہے، اسے میں نے ستائیس باب میں بانٹا ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

پہلا باب: نام ونسب۔

دوسرا باب: نشو ونما اور قبول اسلام۔

تیسرا باب: عقیدے کا بیان۔

چوتھا باب: مسانید کا بیان۔

پانچواں باب: آپ سے مروی اسرائیلیات۔

چھٹا باب: آپ کی شان میں علما کی مدح سرائی۔

ساتواں باب: علما وصالحین کا حصولِ برکت کے لیے آپ کے پاس آنا

آٹھواں باب: آپ کا زہد وورع۔

نواں باب: جود وسخاوت، ایثار وقربانی۔

دسواں باب: درازیٔ امید سے احتیاط کا بیان۔

گیارہواں باب: غور وفکر کا بیان۔

بارہواں باب: خشیت الٰہی کا بیان۔

تیرہواں باب: آپ کی گریہ وزاری کا بیان۔

چودہواں باب: آپ کی عبادت وریاضت کا بیان۔

پندرہواں باب: زہد وتصوف میں آپ کے مواعظ۔

سولہواں باب: بطور شواہد آپ کے استعمال کردہ اشعار۔

سترہواں باب: متفرقات میں آپ کے فرمودات۔

اٹھارہواں باب: آپ کی دعا ومناجات کا بیان۔

انیسواں باب: کرامات کا بیان۔

بیسواں باب: عبادات وکرامات کو چھپانے کا بیان۔

اکیسواں باب: شیخ معروف کرخی کے مختلف اخبار وآثار۔

اللہ آپ سے راضی ہو اور مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں آپ سے فائدہ پہنچائے۔ آمین!

❀ ❀ ❀

پہلا باب

نام ونسب

آپ کا نام معروف، کنیت ابومحفوظ اور ابوالحسن تھی ۔آپ کے والد ماجد کا نام مختلف روایتوں کے مطابق فیروزان، فیروز یا علی (۱) تھا، بغداد کے محلہ کرخ (۲) کی نسبت سے آپ کو کرخی کہا جاتا ہے، یہی قول ابوبکر خطیب رازی کا بھی ہے۔

البتہ خلف کرخی فرمایا کرتے کہ ہم اور شیخ معروف ''کرخِ باجدا(۳)'' کے باشندے ہیں، ان کا گھر آج بھی وہاں موجود ہے اور زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ ایک بار میرے دل میں شیخ معروف کرخی کے نام اور کنیت کے بارے میں خیال گزرا، تو مجھے وجد نے آلیا اور میں نے کہا کہ کیا بات ہے! ابومحفوظ معروف ہیں، ان کے لئے دونوں چیزیں جمع کردی گئی ہیں۔(اسم بامسمیٰ ہے)

۱۔ہوسکتا ہے کہ قبل اسلام فیروز یا فیروزان نام ہو اور اسلام لانے کے بعد اپنے لئے علی نام کا انتخاب کیا ہو، کہ آپ حضرت علی رضا کے دست حق پرست پر ایمان لائے تھے۔

۲۔کَرْخ ،لغت کی رو سے اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی اور دیگر ضروریاتِ زندگی کو جمع کر کے آبادی بنائی جائے، یاقوت حموی نے معجم البلدان میں نو الگ الگ کرخ نامی جگہوں کا تعارف لکھا ہے، جن میں مشہور ترین کرخ بغداد ہے، شیخ معروف کرخی اسی ''کرخِ بغداد'' کی نسبت سے کرخی کہے جاتے ہیں، نہر قلائین، باب محول اور کرخ وغیرہ، یہ بغداد کے وہ مضافاتی محلے تھے جنہیں خلیفہ المنصور نے کچھ اندیشوں کی بنا پر بغداد شہر کی فصیلوں سے باہر کردیا تھا، جہاں بازار لگتے اور مختلف قسم کے پیشوں کے لوگ رہتے، کرخ ان محلوں کے بیچ واقع تھا، کرخ بغداد کا عربی اشعار میں بھی کافی تذکرہ آیا ہے۔

۳۔کرخِ باجدا: ملک سامرا میں واقع ہے، یہ قول تشنہ بحث ہے، ابوبکر خطیب رازی کا پسندیدہ اور دیگر مورخین کے ہاں مشہور قول یہی ہے کہ آپ کرخِ بغداد کی نسبت سے کرخی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

محدث ابن عائشہ(۱) فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے کا نام شیخ معروف کی نسبت سے معروف رکھا اور کنیت بھی اسی نسبت سے ابوالحسن دی، جب بیٹا سن رشد کو پہنچا تو باپ نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے! میں نے تیرا نام معروف رکھا اور تجھے ابوالحسن کنیت اس لئے دی ہے؛ کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اس عظیم ہستی سے محبت کرو! جس کے نام اور کنیت پر تمہارا نام اور کنیت ہے۔

مشہور قاری شیخ ادریس بن عبدالکریم (۲) فرماتے ہیں: شیخ معروف کا نام معروف بن فیروزان تھا، آپ ہمارے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ آپ کے والد فیروزان واسط شہر کے ایک دیہات نہربان سے تھے، وہ قبولِ اسلام سے پہلے صابی تھے، شیخ معروف نوعمری ہی میں بچوں کو نماز پڑھاتے اور اپنے والد کو اسلام کی طرف بلاتے جس پر آپ کے والد سخت ناراض ہوتے۔

۱۔ ابن عائشہ، ابوعبدالرحمان عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی، فصیح وبلیغ سخی، ایام عرب کے عالم اور مشہور اعلام حدیث میں سے ہیں، بصرہ کے باشندے تھے، بغداد میں کچھ عرصہ قیام کیا اور احادیث بیان کیں اور پھر بصرہ لوٹ گئے، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے ان سے روایت کی ہے، ۲۲۸ھ میں بصرہ میں وصال فرمایا۔

۲۔ ابوالحسن ادریس بن عبدالکریم حداد مقری، ثقات محدثین میں سے ہیں، امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہما سے احادیث کی روایت کی، امام دارقطنی کی روایت کے مطابق ۱۹۹ھ میں آپ کی ولادت ہے، ۲۹۲ھ میں دارالبقا کی طرف رخصت ہوئے۔

دوسرا باب

نشو ونما اور قبول اسلام

مذکورہ راوی شیخ ادریس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے شیخ ابوعلی دقاق (۱) سے سنا کہ:

شیخ معروف کے والدین نصرانی تھے، چنانچہ انہوں نے شیخ معروف کو نصرانی معلم کے پاس پڑھنے بھیجا، معلم آپ کو عقیدۂ تثلیث سکھا رہا تھا، جب وہ کہتا کہ کہو! اللہ تین میں سے ایک ہے، تو آپ فرماتے: نہیں! وہ تو ایک اکیلا ہے، اس پر معلم نے آپ کو خوب زدوکوب کیا، جس کی بنا پر آپ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے، اس واقعے کے بعد آپ کے والدین کہا کرتے بس ہمارا بیٹا لوٹ آئے، وہ جس مذہب پر لوٹے گا ہم اس کی موافقت میں وہی مذہب قبول کرلیں گے، اسی ہجرت کے دوران آپ امام علی رضا بن موسی کاظم (۲) رضی اللہ عنہما کے دستِ اقدس پر ایمان لائے اور گھر لوٹے، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: معروف، بولے کس دین پر لوٹے ہو؟ فرمایا: دین حنیف پر، اتنا سنتے ہی آپ کے والدین بھی ایمان لے آئے۔

۱۔ ابوعلی مَخلد بن جعفر دقاق فارسی باقرحی سے معروف ہیں، باقرح یہ بغداد کی ایک بستی ہے، آپ رواتِ حدیث میں سے ہیں، علمی خانوادے سے تعلق تھا، ۳۷۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۲۔ امام علی رضا بن موسیٰ کاظم ہاشمی ائمہ اہل بیت سے آٹھویں امام مدینہ پاک میں ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے، وہیں سماعتِ حدیث کی، نوعمری سے فتویٰ دینے کے قابل ہوگئے جب کہ امام مالک جیسے امام موجود تھے، پھر مامون الرشید نے آپ کو خراسان بلالیا، ولی عہد بھی بنایا، مگر زندگی نے وفا نہ کی اور آپ نے ۲۰۳ھ طوس میں وفات پائی، مامون نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے باپ ہارون الرشید کی قبر کے پاس انہیں دفن کیا، آپ کی موت کا سبب بعض حضرات زہر خورانی بھی بتاتے ہیں۔

ابو صالح عبداللہ فرماتے ہیں کہ:
شیخ ابو محفوظ کرخی کو اللہ تعالی نے بچپن سے ہی چن لیا تھا۔
آپ کے برادر گرامی جناب عیسی کرخی فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب ہم اپنے نصرانی معلم کے پاس مکتب جاتے اور وہ ہمیں عقیدۂ تثلیث سکھاتے ہوئے کہتا:
کہو! باپ، بیٹا اور روح رب ہیں، تو معروف احد احد پکارتے، جس پر معلم آپ کو خوب پیٹتا، ایک دن اس نے آپ کو بے تحاشہ مارا، جس کی وجہ سے آپ گھر سے بھاگ گئے، اس واقعے کے بعد والدہ خوب روتیں اور کہتیں اگر اللہ میرے بیٹے سے مجھے ملا دے تو جس دین پر ملائے گا اس دین پر اس کی عبادت کروں گی، چنانچہ معروف کئی سال کے بعد جب گھر آئے تو والدہ نے پوچھا بیٹے کس دین پر لوٹے ہو؟ فرمایا اللہ کے دین دین اسلام پر اور کلمہ شہادت پڑھا، جسے سن کرامی جان اور ہم سب اہل خانہ اسلام لے آئے۔
محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کو میں نے فرماتے سنا کہ:
میں نے حضرت شیخ معروف کرخی کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تبارک وتعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ شیخ معروف نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے مجھے بخش دیا، میں نے کہا: آپ کے زہد وتقوی کی وجہ سے؟ فرمایا:
نہیں! بلکہ ابن سماک (ا) کی نصیحت پر عمل کرنے، حالت فقر پر رہنے اور فقرا و مساکین سے محبت کرنے کی وجہ سے۔
ابن سماک کے وعظ ونصیحت کا واقعہ کچھ خود شیخ معروف کرخی بیان فرماتے ہیں:
میں ایک دن کوفے سے گزر رہا تھا، ایک واعظ جنہیں ابن سماک کہا جاتا ہے لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہے تھے، میں بھی سننے کے لئے کھڑا رہ گیا، گفتگو کے دوران انہوں نے فرمایا کہ:
جو شخص اللہ تعالی سے بالکل منہ موڑ لیتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے تھوڑا اعراض فرمالیتا

ا۔ابن سماک، ابو العباس محمد بن صبیح کوفی عابد وزاہد اور واعظ تھے، ہارون الرشید انہیں دربار میں وعظ ونصیحت کے لئے بلایا کرتا تھا، ۱۸۳ھ میں وفات پائی، ملحوظ رہے کہ ابن سماک کے نام سے کافی لوگ مشہور ہیں، جن میں محمد بن عثمان دقاقی (ت: ۳۸۳ھ)، احمد بن حسین بن احمد متوفی ۴۲۴ھ وغیرہما ہیں، اتفاق کی بات یہ ہے کہ یہ سب کے سب واعظ اور صوفی ہوئے۔

ہے اور جو دل و جان سے اللہ کی طرف آتا ہے تو اللہ اپنی رحمتوں کے ساتھ اس کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے، نیز تمام دنیا کی توجہ بھی اس کی طرف پھیر دیتا ہے، ور جو کبھی ادھر کبھی ادھر یعنی کبھی اللہ کی طرف اور کبھی دنیا کی طرف، تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی اس پر رحمت فرما دے۔

ان کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور میں ہمہ تن اللہ کی جانب متوجہ ہو گیا اور ماسوی اللہ سے سے منہ پھیر لیا۔

تیسرا باب

عقیدے کے بیان میں

(مسئلہ خلق قرآن کے متعلق (۱))

یعقوب بن موسی بن فیروزان فرماتے ہیں کہ:

میرے چچا شیخ معروف کرخی کے سامنے لوگوں نے خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑا تو آپ نے فرمایا:

(واغوثاہ باللہ!) میرے اللہ مدد فرما! قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔

۱۔ خلق قرآن کا فتنہ جس زور و شور سے اٹھا تھا اس سے اسلامی تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے، اس کلامی مسئلے کو اچھال کر معتزلہ نے سیاسی روپ دے دیا تھا، اس کی آڑ میں ان کے سیاسی مفادات تھے، علمائے اہل سنت نے اس فتنے کی سرکوبی کے لئے کافی قربانیاں دیں، جن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کلیدی کردار رہا ہے، کہ مسلسل تین خلفا مامون، واثق اور معتصم کے مظالم کے باوجود آپ ڈٹے رہے۔

چوتھا باب

مسانید معروف کرخی

شیخ معروف کرخی علما ومحدثین کی ایک بڑی جماعت سے مستفیض ہوئے، ابوعبد الرحمان سلمی ذکر کرتے ہیں کہ معروف ایک مدت تک شیخ داؤد طائی (۱) کی مصاحبت میں بھی رہے، آپ نے کثیر تعداد میں احادیث کا سماع فرمایا ہے، مگر عبادت وریاضت میں مشغول ہونے کی بنا پر روایت کی طرف التفات نہیں ہو پایا، تاہم ان کی اسناد سے کچھ روایات محفوظ ہیں، شیخ ابوعبدالرحمان سلمی نے اپنی کتاب '' طبقات الصوفیہ'' میں ان میں سے ایک حدیث بیان کی ہے، میں (علامہ ابن جوزی) یہاں پر ان کی مرویات میں سے سات احادیث کی تخریج (۲) کرتا ہوں۔

پہلی حدیث:

ہم کو ابومحمد یحی بن علی بن طراح نے خبر دی، جن کو ابوالقاسم یوسف بن محمد مہرانی نے خبر دی، ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن رزقویہ نے، ان کو عثمان بن احمد دقاق نے خبر دی، فرماتے ہیں کہ ہم کو یحی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ:

ان سے شیخ معروف کرخی نے حدیث بیان کی:

۱۔ ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی کوفی متوفی ۱۶۵ھ عظیم صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث وفقیہ بھی تھے، تابعین کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، شیخ معروف کرخی کے شیخ ومرشد ہیں، شیخ معروف کرخی ان ہی سے متاثر تھے اور ان کے علوم و اسرار کے امین وخلیفہ، جب کہ امام ذہبی کی رو سے ان کی مصاحبت ثابت نہیں، امام ذہبی کا اس طرح کا قول کرنا عجیب معلوم پڑتا ہے، کہ شیخ معروف کرخی کی شیخ داؤد طائی سے مصاحبت تاریخ نگاروں کے یہاں مشہور ہے، واللہ اعلم۔

۲۔ تخریج، علم مصطلح الحدیث کے مطابق متن حدیث کو سند کے رجال کے ساتھ بیان کرنے، مصادر اصلیہ کا پتہ لگانے اور وقتِ ضرورت حدیث پر صحت وسقم کا حکم لگانے کو کہتے ہیں۔

انہوں نے روایت کی بکرابن خنیس (۱) سے، انہوں نے ضرار بن عمرو سے، انہوں نے یزید رقاشی سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے، عثمان بن احمد فرماتے ہیں کہ مجھ سے بھی محمد بن ابراہیم شامی نے حدیث بیان کی، انہوں نے روایت کی حضرت تمیم داری (۲) رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تبارک وتعالی ملک الموت کوحکم دیتا ہے کہ جاؤ! میرے دوست کو میرے پاس لے کرآؤ، میں نے اسے عیش وآرام اور مصائب وآلام دونوں سے آزمایا اور وہ امتحان میں کھرا اترا۔

پس ملک الموت اپنے ساتھ پانچ سوفرشتوں کی جماعت لے کرجن کے پاس جنت کے کفن اورخوشبوئیں ہیں، جنت کے پھول اور ریحان کے پھولوں کے گل دستے ہیں، جو بیس رنگوں پر مشتمل مختلف پھولوں سے سجے ہیں، اور ہر رنگ کے پھول کی خوشبو دوسرے سے جداگانہ ہے، ایک ریشمی لباس جو مشک سے معطر ہے، ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر وہ ریشمی لباس اسے اوڑھاتے ہیں اوراس کی ٹھوڑی کے نیچے مشک والا حصہ رکھتے ہیں، اس کی طرف جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیتے ہیں، جس کے ذریعے وہ جنت کے باغات، پھل اور حوروں کو دیکھتا ہے، پھر ملک الموت کہتے ہیں: اے پاک جان! بے خار بیریوں، گچھے دار کیلے کے درختوں، خوش گوار دراز سایوں اور بہترین آبشاروں کی طرف چل! ملک الموت اس پر ماں سے زیادہ مہربان ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ جانتے ہوتے ہیں کہ یہ روح اللہ کو محبوب ہے اوراس کے ساتھ نرمی وملاطفت برت کر وہ رب تعالی کی رضا حاصل کریں گے، پس اس کی روح ایسے نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

الذین تتوفاھم الملئکۃ طیبین

(سورۃ النحل: ۳۲)

۱۔ بکر بن خنیس کوفی نزیل بغداد، روایت میں یہ شیخ معروف کرخی کے شیخ ہیں، ابن معین نے کہا: ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ حضرت تمیم بن اوس بن خارجہ، داری رضی اللہ تعالی عنہ، جلیل القدر عباد صحابہ میں سے ہیں، آپ نے ملک شام میں ۴۰ھ کو وفات پائی،، علامہ مقریزی نے ایک مستقل رسالہ ''الضوء الساری فی خبر تمیم الداری'' لکھا ہے۔

ترجمہ:

وہ متقی جن کی روحیں فرشتے شاداں وفرحاں قبض کرتے ہیں،

پھرآپ نے یہ آیت پڑھی:

فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان و جنت نعیم

(سورۃ الواقعہ:۸۸۔۸۹)

ترجمہ:

پس وہ مرنے والا اگراللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا تواس کے لئے راحت،خوشبودار غذائیں اورسروروالی جنت ہوگی۔

فرمایا: موت کی سختی سے اسے جوراحت ملی ہے اسی کوقرآن حکیم نے ''روح'' کہا ہے،اس کا استقبال خوشبودار پھولوں سے کیا جائے گا یہ ''ریحان'' ہےاور جنت کی دائمی نعمتیں ملنے والی ہیں یہی ''جنت نعیم'' ہے۔

اب جب ملک الموت روح قبض فرمالیتے ہیں تب روح جسم سے کہتی ہے: تجھے اللہ میرے ساتھ بھلائی کا بہترین بدلہ عطافرمائے، کہ تو اللہ کی اطاعت بجالاتا تھااور گناہوں سے دوررہتا تھا،اسی لیے تو نے بھی نجات پائی اور مجھے بھی نجات دلائی،جسم بھی یہی بات روح سے کہتا ہے، پھر زمین کا وہ حصہ جہاں وہ اللہ کی اطاعت اور بندگی کیا کرتا تھا،آسمان کا ہر دروازہ جہاں سے اس کا رزق اترتا چڑھتا تھااس کے سوگ میں چالیس دن تک روتے ہیں، پھراسے قبرمیں داخل کیا جاتا ہےتواس کی نمازیں اس کی داہنی جانب،روزے بائیں جانب زکوۃ سر کی طرف،نماز کے لئے اس کی پیش قدمی، پاؤں کی طرف اورصبراس کی قبرکی ایک جانب کھڑے ہوجاتے ہیں، پھراللہ تعالی عذاب کا کچھ حصہ بھیجتا ہے، جب وہ داہنی جانب سے آتا ہےتونماز اس سے کہتی ہے اس سے دوررہو! بخدا یہ زندگی بھر پابند صلاۃ رہا،ابھی قبر میں آرام کرر ہاہے،تب وہ بائیں جانب سے آتا ہے جہاں سے روزے اس کا دفاع کرتے ہیں،سر کی جانب سے آتا ہےتو تلاوت قرآن اورذکرالہی یہی کہتے ہیں، پیروں کی جانب سے آتا ہےتونماز کی طرف اس کی پیش قدمی کام آتی ہے،عذاب جس جانب سے بھی آنے کی کوشش کرتا ہے ہرسمت میں میت اللہ کی طرف سے مددگارکو پاتا ہے۔

پھر فرمایا:

کہ صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ مجھے دفاع کا موقع میسر نہیں آیا، تم ہی کافی ہو گئے، اب میں اس کے لیے میزان اور پل صراط پر مددگار رہوں گا۔

ارشاد فرمایا:

کہ پھر اللہ تعالی دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کی نگاہیں آنکھیں چندھیانے والی بجلی کی طرح، آوازیں کڑکتی ہوئی گرج کی مانند، دانت مضبوط قلعوں کی مثل، سانسیں آگ کے شعلوں جیسی، ان کے بال ان کے کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے، ان کے دونوں شانوں کے درمیان بڑی طویل مسافت ہے، ان کے خمیر سے رحم اور نرمی کے جذبات الگ کر دئے گئے ہیں، ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک لوہے کا ہتھوڑا ہے اتنا وزنی کہ قبیلہ ربیعہ و مضر دونوں قبیلوں کے لوگ مل کر بھی اسے اٹھا نہیں سکتے، وہ آکر پوچھتے ہیں تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تیرا دین کون سا ہے؟ تیرے نبی کون؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جب وہ اتنے مہیب ہوں گے تو جواب کا یارا کیسے ہوگا؟ آپ نے آیت کریمہ تلاوت کی:

يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فی الحياة الدنيا و فی الآخرة و يضل الله الظالمين و يفعل ما يشاء

(سورۃ ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ:

اللہ تبارک وتعالی اس پختہ قول کی برکت سے اہل ایمان کو دنیوی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور اخروی زندگی میں بھی اور ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے، جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، پس اگر وہ مومن ہوگا تو جواب دے گا کہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا تھا جو لاشریک ہے، میرا دین اسلام ہے جو انبیا کا دین ہے، میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو آخری نبی ہیں، تب فرشتے کہتے ہیں اے بندۂ خدا تو نے سچ کہا! پھر وہ اس کی قبر کو ہر چہار جانب سے چالیس چالیس گز چوڑا کر دیتے ہیں، پھر اس سے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست! نیچے دیکھئے وہ نیچے دیکھتا ہے کہ جہنم کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے، دکھا کر کہتے ہیں اے اللہ کے ولی! آپ اس سے

نجات پا گئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے! اس وقت بندے کو لازوال مسرت ملتی ہے، پھر اس سے اوپر دیکھنے کو کہا جاتا ہے جہاں جنت کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور اس سے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دوست! یہ آپ کی منزل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے! اس وقت بندے کو لازوال مسرت ملتی ہے۔

یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے لئے جنت کے ننانوے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہاں سے اسے حشر تک جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دیتا ہے جاؤ! میرے دشمن کو لے کر آؤ، جسے میں نے رزق میں فراوانی دی، نعمتوں سے مالا مال کیا، اسے لے کر آؤ! میں اس کا حساب کروں گا، چنانچہ ملک الموت اس کے پاس کانٹے سے بھری ہوئی آگ کی سلاخوں کے ساتھ اور پانچ سو فرشتوں کے ساتھ جو آگ کا کوڑا لئے ہوئے ہوں گے مہیب شکل وصورت میں آتے ہیں، اسے اس کوڑے سے اس طرح مارتے ہیں کہ اس سلاخ کا ہر کانٹا اس کی ہر ہر رگ میں پیوست ہو جاتا ہے، تب اس کی روح قدموں کی جانب سے نکلنا شروع ہو جاتی ہے اس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے ملک الموت پھر اس کے چہرے اور پچھلے حصے پر مارتے ہیں جس سے اس کی روح گھٹنوں تک آ جاتی ہے پھر اسی طرح سینے تک اور پھر حلق تک، تب ملک الموت اس سے کہتے ہیں: اے خبیث وناپاک روح! آگ، گرم ہوا اور آگ کے سائے کی طرف چل، پھر ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے، نکلتے وقت وہ روح جسم سے کہتی ہے:

اللہ تجھے میری ساتھ برائی کا بدلہ دے کہ تو اللہ کی اطاعت میں سست اور معصیت میں تیز رو تھا، تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا، اور جسم بھی یہی بات روح سے کہتا ہے، زمین کا ہر وہ حصہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا تھا، آسمان کا ہر دروازہ جس سے اس کا

رزق اترتا تھا اور جس سے اس کے اعمال ہر چالیس رات پر چڑھتے تھے سب اس پر لعن و طعن کرتے ہیں، جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر نہایت تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالی اس کے لئے سخت کالے سانپ بھیجتا ہے جو اونٹ کی گردن کی طرح لمبے ہوتے ہیں اور اس کی کانوں سے لے کر پیر کے انگوٹھے تک کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے اس کی جسم کے بیچ میں جا کر دونوں مل جاتے ہیں، پھر اللہ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کی نگاہیں آنکھیں چندھیانے والی بجلی کی طرح، آوازیں کڑکتی ہوئے گرج کی مانند، دانت مضبوط قلعوں کی مثل، سانسیں آگ کے شعلے، ان کے دونوں شانوں کے درمیان بڑی طویل مسافت ہے، ان کے خمیر سے رحم اور نرمی کے جذبات الگ کر دئے گئے ہیں، ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک لوہے کا ہتھوڑا ہے اتنا وزنی کہ قبیلہ ربیعہ و مضر دونوں قبیلوں کے لوگ مل کر بھی اسے اٹھا نہیں سکتے، وہ آ کر پوچھتے ہیں:

اے دشمن خدا! تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ تیرا دین کون سا تھا؟ اور تیرے نبی کون؟ وہ جواب دے گا مجھے نہیں پتہ! فرشتے کہیں گے اے دشمن خدا! نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا! پھر ایک ایسی ضرب لگائیں گے جس سے قبر میں چنگاریاں اٹھیں گی، پھر قبر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گی، تب وہ دوبارہ یہی سوالات کریں گے جس کے جواب میں وہ کہے گا کہ مجھے نہیں پتہ! پھر ایک ضرب لگائیں گے جس سے قبر میں چنگاریاں اٹھیں گی پھر قبر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گی، تب فرشتے اسے کہیں گے اے دشمن خدا! اوپر دیکھ وہ دیکھے گا جہاں وہ ایک دروازہ دیکھے گا، جو جنت میں کھلتا ہے فرشتے کہیں گے: اے دشمن خدا! اگر تو اللہ تعالی کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! کہ اس کے دل میں اس وقت ایسی حسرت پیدا ہوگی جو کبھی نہیں جائے گی، پھر فرشتے اسے کہیں گے اے دشمن خدا! نیچے دیکھ، وہ نیچے دیکھے گا جہاں اسے ایک دروازہ نظر آئے گا جو دوزخ کی طرف کھلتا ہے، فرشتے کہیں گے: یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! کہ اس کے دل میں اس وقت ایسی حسرت پیدا ہوگی جو کبھی نہیں جائے گی۔

یزید رقاشی فرماتے ہیں: کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ اس کے لئے دوزخ کے ننانوے دروازے کھول دیئے جائیں گے جس کی گرم ہوا روزِ محشر تک اسے پہنچتی رہے گی۔(۱)

دوسری حدیث:

ابوبکر بن ابو طاہر بزاز نے ہم کو خبر دی، ان کو ہناد بن ابراہیم نسفی نے خبر دی انہوں نے کہا: مجھے ابوسعد جامع بن محمد بن علی جوہری نے بتایا کہ ابراہیم بن عبداللہ بن محمد اصفہانی نے ہم سے یہ حدیث بیان کی، ان کو حسین بن حسن حرانی نے یہ حدیث بیان فرمائی،

ان کو یہ حدیث معروف بن فیروزان کرخی نے بتائی، فرمایا: ہم سے بکر بن خنیس نے انہوں نے ضرار سے اور ضرار نے انس بن مالک (۲) سے روایت کی کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی:

مجھے ایسی بات بتائیں جو مجھے جنت میں پہنچادے فرمایا: غصے سے بچو!

ہم کو محمد بن ناصر اور محمد بن عبدالباقی دونوں نے خبر دی کہ ان کو حمد بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے مخلد بن جعفر نے ان سے محمد بن سری قنطری نے ان سے ابوعلی مفلوج نے حدیث بیان کی،

انہوں نے معروف کرخی سے،

معروف نے بکر بن خنیس سے انہوں نے ضرار بن عمرو سے انہوں نے انس بن مالک سے، وہ فرماتے ہیں:

۱۔ کافر کے عذابِ قبر کے متعلق کتب صحاح میں کتاب الجنائز باب: ماجاء فی القبر، المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی، جامع الاصول، مشکاۃ المصابیح وغیرہ کتب حدیث کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ پر نبی پاک کی دعاؤں کا سایہ تھا، بصرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں، سنِ وفات ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ یا ۹۰ھ مختلف اقوال ہیں۔(اسد الغابۃ؛ ج:۱؛ ص:۱۵۱؛ حرف الہمزہ)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسی بات بتائیں جو جنت میں داخل کروادے! فرمایا غصے سے بچو! اس نے عرض کی حضور اگر مجھ میں اتنی قوت برداشت نہ ہوتو؟ فرمایا: تو روزانہ نماز عصر کے بعد ستر مرتبہ استغفار کیا کرو! اللہ تمہارے ستر سال کے گناہ معاف فرمادے گا، اس نے عرض کی اگر میرے اتنے سالوں کے گناہ نہ ہوں تو؟ فرمایا: تو تمہاری والدہ کے گناہ معاف کردے گا، عرض کی اگر میری والدہ کے بھی اتنے گناہ نہ ہوں تو؟ فرمایا تمہارے رشتے داروں کے گناہ معاف کردے گا۔

تیسری حدیث:

ہم کو محمد بن ناصر اور محمد بن عبد الباقی دونوں نے خبر دی کہ ان کو حمد بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی نے خبر دی، ان کو ان کے والد نے اور ان کے والد کو ابوالحسین بن ابان نے حدیث بیان کی، ابوالحسین نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن محمد بن سفیان نے حدیث بیان کی،

انہوں نے روایت کی ابومحفوظ معروف کرخی سے،

انہوں نے عبداللہ بن موسی (۱) سے، انہوں نے عبدالاعلی بن اعین سے، انہوں نے یحیی بن ابی کثیر سے، انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شرک کی چال میری امت میں اس چیونٹی کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے جو گھپ اندھیری رات میں چکنے پتھر پر رینگتی ہے، شرک کا کم تر حصہ یہ ہے کہ انسان ظلم کے معمولی درجے کو پسند کرے اور اس پر راضی ہو یا یہ کہ بہت معمولی درجے پر عدل وانصاف کو ناپسند کرے، کیا دین، اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی کے علاوہ کسی اور چیز کا بھی نام ہے؟ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: اے رسول! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے دوستی کا دعوی

۱۔ عبیداللہ بن موسی عیسی کوفی، امام بخاری کے شیخ ہیں، ثقہ فی نفسہ ہیں، ابوحاتم اور ابن معین نے ان کی توثیق فرمائی ہے، ابو داؤد نے کہا ہے: یہ اہل تشیع میں سے ہیں، امام احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے ان سے اخذ حدیث سے منع کیا، ۲۰۳ھ میں وفات پائی، زاہد وعبادت گزار تھے۔ (میزان الاعتدال؛ ج: ۵ - باب حرف العین؛ ص: ۲۱، ۲۲ - ودیگر کتب جرح وتعدیل)

کرتے ہوتو میری پیروی کرو! اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

چوتھی حدیث:

ہم کو ابو منصور عبد الرحمن بن محمد القزاز نے خبر دی کہ مجھے احمد بن علی بن ثابت نے خبر دی، ان کو ابو سعد احمد بن محمد المالینی نے خبر دی، ان کو ابو الفتح محمد بن احمد بن فارس نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ عمر بن محمد بن الفضل نے ذکر کیا کہ ہم سے محمد بن عیسیٰ الدہقان نے بیان کیا: میں ابو الحسین نوری احمد بن محمد المعروف بہ ابن بغوی (۱) صوفی کے ساتھ جا رہا تھا میں نے ان سے کہا:

آپ کو حضرت سری سقطی (۲) کی مرویات میں سے کچھ یاد ہے؟ فرمایا ہم سے سری سقطی نے بیان کیا کہ ان کو معروف کرخی نے یہ حدیث بیان کی اور۔۔۔

شیخ معروف کرخی نے روایت کی ابن سماک سے، انہوں نے ثوری سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ایک حاجت پوری کرے گا اس کو اتنا اجر ملے گا کہ گویا اس نے ایک عمر اللہ تبارک وتعالی کی بندگی کی ہو۔ (۳)

محمد بن عیسی دہقان کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے جا کر اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا کہ میں کوفے کی طرف جا رہا تھا تو میں نے ایک زاہد دیکھا جسے ابن سماک کہا جاتا تھا ان سے میں نے علمی مذاکرہ کیا تو انہوں نے ثوری سے، اور ثوری نے اعمش سے یہ حدیث روایت کی۔

ہم کو ابو منصور القزاز نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی احمد بن علی بن ثابت

۱۔ ابو الحسین احمد بن محمد نوری، وقت کے امام الصوفیا، آپ ابن بغوی سے بھی جانے جاتے ہیں، جو کہ خراسان میں واقع مقام بغ کی طرف نسبت ہے، آپ کا آبائی وطن، البتہ آپ بغداد میں ہی پیدا ہوئے اور یہیں نشو ونما پائی، حضرت جنید بغدادی آپ کی تعظیم وتکریم بجالاتے حتی کہ آپ کے جوار میں دفن کرنے کی وصیت بھی کی تھی، ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔

۲۔ ابو الحسن سری بن مغلس سقطی، عظیم صوفی، ابو الحسن نوری، عباس ابن مسروق اور حضرت جنید بغدادی کے استاد ہیں، حضرت شیخ معروف کرخی سے خرقہ تصوف حاصل کیا، ۲۵۳ھ میں اٹھانوے برس کی عمر میں وفات پائی۔

۳۔ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع کہا ہے، علامہ ابن جوزی نے بھی العلل المتناھیہ میں اس کے تینوں طرق کے ساتھ غیر صحیح کہا ہے۔

نے ، ان کوخبر دی احمد بن جعفرا لقطیعی نے ، انہوں نے فر مایا کہ میں نے ابوالحسین احمد بن محمد المالکی کو کہتے سنا کہ ہم سے ابوالحسین احمد بن محمد النوری نے حدیث بیان کی ، ان سے سری بن مغلس ابوالحسن نے ان سے معروف کرخی نے بیان کیا اور روایت کی محمد بن سماک سے انہوں نے ثوری سے ، انہوں نے اعمش سے ، انہوں نے انس بن مالک نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

جوشخص اپنے مسلمان بھائی کی ایک ضرورت پورے کرے گا اللہ تعالی اسے ایک حج وعمرہ کا ثواب عطافرمائے گا۔

پانچویں حدیث:

ہم کوابومنصورعبدالرحمن بن محمد نے خبر دی ، ان کو احمد بن علی بن ثابت نے خبر دی ، ان کومحمد بن احمد بن رزق نے خبر دی ، ان کو ابوبکر محمد بن حسن نقاش نے خبر دی ، انہوں نے کہا کہ ہم سے قاسم بن داود بغدادی نے ، ان سے احمد بن اسحاق سکری نے ، ان سے محمد بن ابراہیم شامی نے یہ حدیث بیان کی ،

جسے انہوں نے روایت کیا شیخ معروف کرخی سے ،

انہوں نے بکر بن خنیس سے ، انہوں نے ضرار بن عمرو سے ، انہوں نے یزید رقاشی سے ، انہوں نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا:

فرُ وُح وریحان ، را اور واو کے ضمہ کے ساتھ ۔(۱)

چھٹی حدیث:

ہم کوخبر دی محمد بن ابومنصور نے ، انہوں نے کہا ہم کوخبر دی حسن بن احمد البناء نے ، انہوں نے کہا ہم سے ابوالفتح محمد بن احمد الحافظ نے یہ حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا میں نے عبدالوہاب بن محمد بن حسن بن ہانی بزاز کے پاس اس حدیث کی قرات کی ، ان سے کہا گیا کہ احمد بن حسن مقری ء نے تم سے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے ابوعبداللہ محمد بن یحیی کسائی نے یہ حدیث بیان کی فرمایا: مجھ سے خلف بن ہشام المقر ی ء نے حدیث بیان کی ،

فرمایا مجھ سے یہ حدیث معروف کرخی نے بیان کی کہ:

۱۔ یہ حدیث علم القراءات سے متعلق ہے ، جمہور کی قراءت را کے زبر اور واو کے سکون کے ساتھ ہے۔

ہم سے بیان کیا بکر بن خنیس نے ،ان سے بیان کیا سفیان ثوری نے ،ان سے عمرو بن دینار نے ،ان سے عبداللہ بن عباس نے ،کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو سوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللهم لا تومنا مكرك ، ولا تنسنا ذكرك ، ولا تهتك عنا سترك ، ولا تجعلنا من الغافلين ، اللهم ابعثنا فى احب الساعات اليك حتى نذكرك فتذكرنا و نسالك فتعطينا ، و ندعوك فتجيب لنا ، و نستغفرك فتغفر لنا۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی خفیہ تدبیر سے امان میں رکھ، اور اپنے ذکر سے غافل نہ کر، ہمارے عیبوں کو ظاہر نہ کر، ہم کو غافلین میں سے نہ بنا، اے اللہ! ہمیں وہ گھڑی عطا فرما جو تجھے زیادہ پسند ہو، تاکہ اس مبارک ساعت میں ہم تجھے یاد کریں تاکہ تو ہماری طرف نظر عنا یت فرمائے ، تجھ سے مانگیں اور تو عطا کرے، تجھے پکاریں اور تو اجابت کا دروازہ کھولے، استغفار کریں اور تو معاف فرمائے۔

اللہ تعالی اس کی پاس اس گھڑی ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اسے اس بہترین گھڑی میں بیدار کرنے آتا ہے، اگر وہ بیدار ہو گیا تو وہ چلا جاتا ہے، پھر دوسرا فرشتہ بھیجتا ہے اگر بیدار ہو گیا تو وہ بھی پہلے والے کی طرح چلا جاتا ہے، اگر بیدار ہو کر وہ دعا کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے اور اگر وہ بیدار نہیں ہوتا تو اللہ تعالی ان فرشتوں کا ثواب اسے عطا فرما دیتا ہے۔

ساتویں حدیث:

ہم کو محمدین یعنی محمد بن ناصر اور محمد بن عبد الباقی نے خبر دی ،فرمایا ہم کو حمد بن احمد نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو احمد بن عبداللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو احمد بن نصر بن منصور مقری ء نے خبر دی انہوں نے کہا ہم سے احمد بن حسن بن علی مقری ء نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہم کو نصر بن داود خلنجی نے خبر دی انہوں نے کہا ہم سے خلف مقری ء نے حدیث بیان کی کہ:

میں شیخ معروف کرخی کو اکثر یہ دعا مانگتے ہوئے سنتا تھا کہ:

اے اللہ! ہمارے دل اور اعضا تیرے دست قدرت میں ہیں، ہمیں ان پر کچھ بھی اختیار مت دے، اگر دیتا ہے تو تو ہمیشہ ان کا ولی و محافظ رہ، تو میں نے عرض کی اے ابو محفوظ!

میں دیکھتا ہوں کہ آپ یہ دعا کثرت سے پڑھتے ہیں کیا اس میں کوئی حدیث وارد ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں، میں نے بکر بن خنیس سے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

ہم کو ابو منصور عبد الرحمن بن محمد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو احمد بن علی بن ثابت نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم کو ازہری نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے سلیمان بن محمد بن احمد شاہد نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوعلی احمد بن حسن مقریء نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے نصر بن داود نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا مجھ سے خلف بن ہشام نے حدیث بیان کی فرمایا:

میں معروف کرخی کے پاس بہت بیٹھتا تھا،

اور میں ان کو یہ دعا پڑھتے سنتا تھا کہ:

اے اللہ! ہمارے دل اور اعضا تیرے دست قدرت میں ہیں، ہمیں ان پر کچھ بھی اختیار مت دے، اگر دیتا ہے تو تو ہمیشہ ان کا ولی ومحافظ رہ اور انہیں ہدایت پر قایم رکھ! تو میں نے عرض کی اے ابو محفوظ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ یہ دعا کثرت سے پڑھتے ہیں کیا اس میں کوئی حدیث وارد ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں، میں نے بکر بن خنیس سے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

یہ وہی حدیث ہے جسے ابو عبد الرحمن سلمی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ معروف کرخی سے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی، جب کہ ہم نے اس سے پہلے چھ احادیث ذکر کر دیں۔

پانچواں باب

ان سے مروی اسرائیلی روایات [1]

ہم کو محمد ین یعنی محمد بن عبد الباقی اور محمد بن ناصر نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی حمد بن احمد نے، انہوں نے کہا ہم کو خبر دی ابو نعیم اصفہانی نے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد سے روایت کی انہوں نے کہا ہم سے احمد بن حسین حذاء نے حدیث بیان کی، انہوں نے یحیی بن علی مدیر سے روایت کی انہوں نے یوسف بن محمد مہرانی سے انہوں نے ابو الحسن بن ارزقویہ سے انہوں نے عثمان بن احمد دقاق سے انہوں نے کہا ہم کو خبر دی جعفر بن محمد بن عباس نے۔

اور ہم کو محمد بن ابو منصور نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو عبد القادر بن محمد نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو ابراہیم بن عمر برمکی نے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو عبید اللہ بن عبد الرحمن زہری نے خبر دی انہوں نے ابو الحسن احمد بن محمد بن یزید زعفرانی سے روایت کی انہوں نے ابو العباس بن واصل سے انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم دورقی نے بیان کیا کہ:

---

[1] ۔اسرائیلیات سے مراد وہ روایات ہیں جو دیگر آسمانی کتابوں کے ذریعے ہم تک پہنچی، علامہ ابن کثیر نے اپنی مشہور ومتداول تفسیر کے مقدمے میں اسرائیلیات کی تین اقسام بیان کی ہیں، پہلی جو اسلام کی تشریحات وتعلیمات کے موافق ہوں، دوسری جو اسلام اور قرآن کے مخالف ہوں، تیسری: مسکوت عنہ، نہ ہمارے موافق ہو نہ مخالف، پہلی اقسام کی روایات صحیح ہیں، دوسری قسم کی روایات کذب وافترا ہے اور تیسری قسم کی حکایات مسکوت عنہ ہیں، نہ ہم اس کی تصدیق کر سکتے ہیں اور نہ ہی تکذیب، ان کو روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں، حضرت شیخ معروف کرخی نے وہی احادیث روایات کیں، جو اکثر پہلی قسم سے ہیں، اخذِ اسرائیلیات کے متعلق غالباً حضرت شیخ معروف کرخی اپنے شیخ فرقد سنجی سے متاثر ہیں، جو تورات پر عبور رکھتے تھے، اسرائیلیات روایت کرتے تھے اور زہد سے متعلق حضرت مسیح اور توریت کے حوالے دیتے تھے۔

میں نے معروف کرخی کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: میرے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو میرے احکام سنتے ہیں اور عمل پیرا ہوتے ہیں، میں انہیں اس طرح نوازتا ہوں کہ انہیں دنیوی مال و متاع نہیں دیتا ورنہ وہ فرمان بردار نہیں رہیں گے اور میرے قرب سے محروم ہو جائیں گے۔

محمد بن منصور نے ہم کو خبر دی انہوں نے کہا ہم کو احمد بن علی خبر دی، ان کو حسن بن ابو طالب نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے یوسف بن قواس نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہم کو ابراہیم بن محمد بن سہل نیشاپوری نے خبر دی ان کو ابو منصور قزاز نے بتایا کہ مجھ کو احمد بن علی نے خبر دی، ان کو ابن رزق نے خبر دی ان کو عثمان بن احمد دقاق نے بتایا انہوں نے کہا کہ ہم سے یحیی بن ابو طالب نے بیان کیا،

انہوں نے کہا کہ ہم سے معروف کرخی نے بیان کیا کہ:

ہم سے ربیع بن صبیح نے حدیث بیان کی انہوں نے حسن بصری سے روایت کی اور انہوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ام المومنین نے ارشاد فرمایا:

کہ اگر مجھے شب قدر میسر آئے تو میں اللہ تعالی سے عفو و درگزر اور سلامتی کے سوا کچھ نہ مانگوں۔

ہم کو ابوبکر بن حبیب صوفی نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو علی بن ابو صادق نے خبر دی، انہوں نے ابن باکویہ سے اور ابن باکویہ نے ابوالفضل عطار سے، انہوں نے جعفر خلدی سے انہوں نے جنید بغدادی سے انہوں نے سری سقطی سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ:

ہم کو معروف کرخی نے بتایا کہ انہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ سلیمان علیہ السلام ایک دن تخت پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے سامنے دو چڑیے کھیل رہے تھے، اچانک آپ ہنسے، لوگوں نے عرض کی حضور! ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا:

ان دو چڑیوں کی بات سے ہنسی آ گئی، ان میں جو نر ہے وہ مادہ سے کہہ رہا ہے کہ میں کبھی محض خواہش نفسانی کے لئے تم سے ملاپ نہیں کرتا ہوں، بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ ہمارا بچہ ہو جو اللہ کی تسبیح بیان کرے اور اسے یاد کرے، پھر اس نے قسم کھا کر کہا کہ قسم ہے اس

ذات کی کہ جس نے آسمانوں کو بلند کیا اور زمین کو پھیلایا! اگر میرے پاس فرعون کا ملک ہو، تب بھی مجھے ایسا بچہ بالکل نہیں چاہیے جو اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتا ہو، اور اگر بچہ اللہ کی تسبیح وتہلیل کرنے والا ہو تو یہ مجھے اس تخت پر بیٹھے سلیمان علیہ السلام کے ملک سے بڑھ کر پسندیدہ ہے۔

ہم کو محمد بن ناصر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو رزق للہ نے خبر دی، ان کو خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن احمد دقاق نے حدیث بیان کی ان سے اسحاق بن ابراہیم نے اور ان سے حسن بن عیسی نے ان سے معروف کرخی نے کہا کہ میں نے اپنے چچا معروف بن فیروزان کو کہتے سنا کہ:

انہوں نے بکر بن خنیس کو فرماتے سنا کہ جب تجھے یہی پتہ نہیں ہوگا کہ کن چیزوں سے بچنا ضروری ہے پھر تو کیسے بچ سکے گا؟

ہم کو محمد ین یعنی محمد بن ناصر اور محمد بن عبد الباقی نے خبر دی کہ ہم کو حمد بن احمد نے خبر دی، ان کو ابونعیم احمد بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے احمد بن حسین نے، ان سے احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان سے معروف کرخی نے، انہوں نے بکر بن خنیس کو فرماتے سنا کہ تو ان چیزوں سے کیسے بچے گا جن کے بارے میں تجھے یہ تک خبر نہیں کہ ان سے بچنا چاہیے، پھر حضرت معروف کرخی نے فرمایا: جب تیرے پاس حسن تقوی نہیں ہوگا تو تو سود کھائے گا، عورت کو دیکھ کر نظریں نیچی نہیں کرے گا، حسن تقوی نہیں ہوگا تو تو خود اپنی تلوار اپنی گردن پر رکھے گا، پھر آپ نے فرمایا: کہ شاید میری اس مجلس سے بچنا بھی ضروری ہے، تم لوگ میرے ساتھ مسجد تک آئے اس سے بھی بچنا چاہئے تھا کیا حدیث میں نہیں ہے کہ مخدوم کے لیے آزمایش اور خادم کے لیے ذلت ہے۔

ہم کو ابوالسعادات احمد بن احمد بن متوکلی نے خبر دی، ان کو ابوبکر احمد بن علی بن ثابت نے، ان کو ابوالحسن محمد بن احمد بن رزق اور ان کو ابوالحسین علی بن محمد بن بشران نے، ان دونوں کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو ابو یحیی زکریا بن یحیی بن اسد مروزی نے، ان کو معروف کرخی نے کہ ابوبکر بن خنیس نے فرمایا: دوزخ میں ایک ایسی وادی ہے جس سے دوزخ خود دن میں سات بار پناہ مانگتی ہے، اور اس وادی میں ایک ایسی کھائی ہے جس سے

دوزخ اور یہ وادی خود دن میں سات بار پناہ مانگتی ہے، اس کھائی میں سب سے پہلے فاسق اہل قرآن کو ڈالا جائے گا، وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بت پرستوں سے بھی پہلے ہمیں ڈالا جارہا ہے؟ ان سے کہا جائے گا کہ جاننے والا انجان کی طرح نہیں ہوسکتا۔

ہم کو اسماعیل بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن ہبت اللہ طبری نے خبر دی، ان کو علی بن محمد بن بشران نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے حسین بن صفوان نے حدیث بیان کی، ان سے ابوبکر بن عبید نے، ان سے ابوحفص عمر بن موسی نے، انہوں نے کہا مجھے معروف کرخی نے خبر دی، فرمایا: میرے پاس ایک نوجوان آیا، کہنے لگا حضور! میں نے خواب میں اپنے والد مرحوم کو دیکھا، وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ بیٹا! تم مجھے تحفے تحائف کیوں نہیں بھیجتے؟ جس طرح کہ زندہ لوگ مردوں کو بھیجتے ہیں، میں نے کہا ابا جان! کیا بھیجوں؟ کہنے لگے: یہ پڑھا کرو! یا علیم یا قدیر، اغفر لی والدی، انك علی کل شیء قدیر اے علیم وقدیر! میری اور میرے والد کی مغفرت فرما! بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، وہ لڑکا کہتا ہے کہ اس کے بعد میں یہ پڑھنے لگا اور کچھ عرصے بعد میں نے پھر خواب میں اپنے والد کو دیکھا، وہ کہہ رہے تھے، بیٹے! ہم تک تمہارا تحفہ پہنچ گیا ہے۔

چھٹا باب

ان کی شان میں علمائے امت کی مدح سرائی

سفیان بن عیینہ (۱):

اسماعیل بن شداد فرماتے ہیں: ہم حضرت سفیان بن عیینہ کے پاس گئے تو آپ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا: بغداد سے، آپ نے پوچھا: تمہارے شہر کے اس عظیم دینی پیشوا کا کیا حال ہے؟ ہم نے پوچھا: کون سے پیشوا؟ فرمایا ابومحفوظ معروف کرخی، ہم نے کہا الحمدللہ بخیر ہیں، فرمایا: بلکہ جب تک وہ بغداد میں ہیں تب تک بغداد بخیر ہے۔

عبدالوہاب وراق (۲):

محمد بن مخلد کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن عبدالوہاب کو کہتے سنا کہ میرے والد عبد الوہاب وراق نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ معروف کرخی پانی پر چلتے ہیں، اگر کوئی یہ کہے کہ وہ ہوا پر چلتے ہیں تو بھی میں تصدیق کرلوں گا۔

نیز فرماتے ہیں: میں نے معروف سے بڑا زاہد نہیں دیکھا۔

راہب کی نظر میں آپ کا مقام:

زید حمیری بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ثوبان نامی راہب نے کہا: میری ملاقات ان معروف کرخی سے کرواؤ جن کی فضیلت میں آپ حضرات رطب اللسان رہتے ہو، چنانچہ میں

۱۔ شیخ حجاز محدثِ حرم ابومحمد سفیان بن عیینہ ہلالی کوفی، نزیل مکہ، کبار فقہا و محدثین میں سے ہیں،، زیاد بن علاقہ اور امام زہری جیسے عظیم راویوں سے سماعتِ حدیث کی، ستر حج کئے، اکیانوے سال کی عمر میں ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔

۲ ابوالحسن عبدالوہاب بن حکم بن نافع، الوراق، امام احمد بن حنبل کی صحبت پائی، حدیث بیان کی، ۲۵۱ھ میں بغداد میں وصال ہوا۔

نے اسے ساتھ لیا اور شیخ معروف کرخی کو ڈھونڈنے لگا، آپ اس وقت اپنی مسجد میں نزیل تھے، میں نے سلام عرض کیا اور کہا کہ یہ جناب آپ سے ملنے کی غرض سے آئے ہیں، حضرت معروف کرخی نے ان سے پوچھا: تمہارے نزدیک اسلام کا کیا رتبہ ہے؟ راہب نے کہا: اسلام ایک عظیم دین ہے، آپ نے فرمایا: اے راہب! بخدا اسلام اللہ کے نزدیک سب سے عظیم ہے، پھر آپ نے آیت تلاوت کی: ان الدین عند الله الاسلام ؛ترجمہ: بے شک! اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے، پوری آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا اے راہب! تم ہماری ملاقات کی غرض سے آئے تو تمہارا حق ہم پر واجب ہوگیا، اس لیے کہہ رہا ہوں، اسلام لے آؤ! راہب یہ سن کر رونے لگا، اور کہنے لگا: آپ کی بات میرے دل میں اثر کر گئی ہے، پھر ہم نے سلام کیا اور لوٹ آئے، راستے میں راہب مجھ سے کہنے لگا: اے زید! میں نے زمیں پر اس سے بہترین انسان نہیں دیکھا، ایسے لوگوں کے جانے پر ہی ماتم ہونا چاہئے، پھر اس نے کہا کہ مجھے نہیں لگتا کہ اس پائے کا کوئی انسان روئے زمیں پر ہو، اگر وہ مجھ سے ایک کلمہ بھی زیادہ کہتے تو میں اپنے باپ دادا کے اس دین سے پھر جاتا جس پر ہم مسیح علیہ السلام کے زمانے سے ہیں۔

سفیان بن عیینہ(۱):

اسماعیل بن شداد فرماتے ہیں: ہم حضرت سفیان بن عیینہ کے پاس گئے تو آپ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا بغداد سے، کہا اس عالم جلیل کا کیا حال ہے؟ ہم نے پوچھا کون عالم جلیل؟ فرمایا ابو محفوظ معروف، ہم نے کہا الحمد للہ بخیر ہیں، فرمایا: بلکہ جب تک وہ بغداد میں ہیں تب تک بغداد بخیر ہے۔

احمد بن حنبل(۲):

عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد ماجد کی مجلس میں

۱۔ یہ بات اسی باب میں گزری، لیکن یہ دوسری سند سے ہے، اس لیے علامہ ابن جوزی نے اسے مکرر نقل فرمایا ہے۔

۲۔ امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، صاحبِ مذہب، ماہِ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں شہر بغداد میں پیدا ہوئے، آپ کے والد صحیح النسب عرب اور سرخس کے والی تھے، طلبِ علم کے لئے دور دراز کے طویل اور صبر آزما سفر کئے، امام شافعی کے مصر کوچ کرنے سے پہلے آپ کے خاص ہم نشیں اور شاگرد تھے، ماہِ ربیع الاول ہی میں ستہتر سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت معروف کرخی کا تذکرہ چھڑ گیا، ایک شخص نے کہہ دیا وہ تھوڑے کم علم ہیں، میرے والد ماجد نے کہا: اللہ تجھے عافیت میں رکھے! تول کر بولو! حصول علم کا مقصد وہی ہوتا ہے جو معروف نے حاصل کرلیا ہے۔

آپ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے اپنے والد امام احمد سے پوچھا: کیا معروف کرخی کے پاس تھوڑا بہت علم ہے؟ فرمایا: بیٹا! ان کے پاس تو مغز علم ہے، خشیت الٰہی (۱) ہے۔

بشر بن حارث (۲):

مروی ہے کہ ابونصر بن تمار ایک دن بشر بن حارث کے پاس آئے اور پوچھنے لگے آپ کہاں گئے تھے؟ انہوں نے کہا میں شیخ معروف کرخی کے پاس تھا، انہوں نے کہا: ان سے کس چیز کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: میں نے پوچھا: اے ابومحفوظ! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ولیمے کے دعوتوں میں تشریف لے جاتے ہیں اور بہترین غذائیں تناول فرماتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! جاتا ہوں، میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا: بھائی! میں اللہ کا مہمان ہوں، مہمان کو جہاں سے کھلایا جاتا ہے، وہ کھالیتا ہے، تقاضے نہیں کرتا، تو ابونصر نے حضرت بشر سے کہا: میں آپ کو کہتے سنتا ہوں کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو کافی مدت سے بیگن کھانے کی خواہش لئے پھر رہا ہے! (جن سے شیخ ابونصر تمار کی مراد حضرت بشر حافی کی ذات تھی) جب کہ حضرت شیخ معروف انواع واقسام کی غذائیں کھاتے ہیں؟ حضرت بشر نے ابو نصر تمار سے کہا: میرا بھائی معروف معرفت کی کشادگی سے کھاتا ہے اور میں ورع وتقوے کی تنگی میں رہتا ہوں۔

❁ ❁ ❁

۱۔ اصل علم خشیتِ الٰہی ہے، قرآن مجید میں ہے: **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**، اللہ سے اس کے بندوں میں علما ہی صحیح معنوں میں ڈرتے ہیں۔

۲۔ ابونصر بشر بن حارث جو بشر حافی نام سے جانے جاتے ہیں، متقدمین مشاہیر تصوف میں سے ہیں، آپ نے روایتِ حدیث بھی کی ہے، علامہ ابن جوزی نے ''مناقب بشر الحافی'' ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور متاخرین میں غزالیٔ مصر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود نے بھی آپ کی شان میں ''العارف باللہ بشر بن الحارث'' نامی کتاب لکھی ہے، ۲۲۷ھ میں بغداد میں وفات پائی، باب الحرب قبرستان میں مدفون ہوئے۔

ساتواں باب

علما اور صلحا کا حصولِ برکت کے لئے آپ کے پاس آنا

علما وزہاد کی ایک جماعت ہمیشہ ان کو گھیرے رکھتی اور ان کی زیارت سے کسب فیض کرتی تھی۔جن میں امام احمد بن حنبل، بشر بن حارث، اور یحیی بن معین جیسے مشہور اکابرین وبزرگان دین شامل ہیں۔

محمد بن منصور طوسی (۱) فرماتے ہیں: ایک بار میں معروف کرخی کے پاس گیا،آپ کفِ افسوس مل رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے کاش! میں ابواسحاق دولابی (۲) سے واپس مل سکتا! وہ ابھی یہاں مجھ سے سلام کے لئے آئے تھے، حضرت طوسی فرماتے ہیں: میں کھڑا ہو کر انہیں ڈھونڈنے جانے لگا تو فرمایا: بیٹھ جاؤ! اب تک تو وہ اپنے گھر رَے پہنچ چکے ہوں گے۔

ادریس بن عبدالکریم فرماتے ہیں: شیخ یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل حضرت معروف کرخی کے پاس آئے کہ شیخ معروف کرخی کی مرویات میں سے کچھ لکھیں، کہ حضرت معروف کے پاس ابوخازم کی مرویات کا ایک جز تھا، ابن رزق اس مقام پر فرماتے ہیں کہ یہ ابوخازم کا نہیں بلکہ ہوسکتا ہے یہ ابن ابی خازم (۳) کی مرویات کا ایک جز ہو، شیخ یحییٰ امام احمد

۱۔ابوجعفر محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ عظیم عابد وزاہد، محدث وصوفی تھے، ۲۳۴ھ سنِ وفات ہے، حضرت کرخی سے بکثرت راوی ہیں۔

۲۔ابواسحاق دولابی، آپ شہرِ رَے کے رہنے والے ہیں، ابدال میں سے ہیں، بغداد حضرت کرخی کے ملاقات کے لئے آئے تھے۔

۳۔ابن ابی خازم ابومغیرہ نضر بن اسماعیل کوفی، اعمش، ابن ابی لیلی اور امام احمد بن حنبل ودیگر محدثین سے روایت کی، ۱۸۲ھ میں وصال فرمایا۔

سے کہنے لگے: میں ان سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، امام احمد نے کہا: رہنے دو! لیکن شیخ یحییٰ نے پوچھ لیا کہ سجدۂ سہو کی کیا حکمت ہے؟ شیخ معروف نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے دل کے لیے سزا کے طور پر ہے، کہ وہ اس کی یاد سے غافل کیوں ہوا اور نماز سے توجہ کیوں ہٹائی!! امام احمد نے فرمایا: یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

امام احمد بن حنبل کے فرزند ابوعبدالرحمن عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت یحییٰ بن معین میرے والد کے پاس آئے اور کہا اے ابوعبداللہ! آج شیخ معروف کرخی کی ملاقات اور ان کی باتیں سننے کا جی کر رہا ہے، آپ بھی چلیں! ملاقات کرتے ہیں، امام احمد نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ ہم کہیں انہیں تکلیف نہ پہونچا دیں، یحیی نے کہا نہیں! ایسا نہیں ہوگا، چنانچہ ہم ان کے پاس گئے، جب شیخ معروف کرخی نے میرے والد محترم کو دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور خوب عزت و اکرام کیا، دونوں نے ایک طویل گفتگو فرمائی (۱)، پھر جب واپس لوٹنے لگے تو حضرت یحییٰ بن معین نے سوال کیا: حضور! یہ سجدۂ سہو کی کیا حکمت ہے؟ اور اسے نماز میں کیوں رکھا گیا ہے؟

شیخ معروف کرخی نے فوراً جواب دیا:

اللہ آپ کو سلامت رکھے! یہ دل کی غلطی پر اس کی سزا ہے، کہ وہ غافل کیوں ہوا، جب کہ وہ مولی کے سامنے تھا، پھر میرے والد محترم نے یحییٰ سے کہا کہ اے ابوزکریا! یہ تمہارا کام ہے، کیا یہ باتیں تمہاری یا تمہارے احباب کی کتابوں میں ملتی ہیں؟

❁❁❁

۱۔ امام غزالی ایک جگہ فرماتے ہیں: علوم ظاہری میں اپنے دور میں امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کی مثال نہیں تھی، اس کے باوجود وہ دونوں حضرت شیخ معروف کرخی کے پاس آتے رہتے اور سوالات پوچھتے، جب لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم کسی چیز کو قرآن وحدیث میں نہیں پاتے تو ان سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: صالحین سے پوچھا کرو!

آٹھواں باب

آپ کے زہد وورع کا بیان

شیخ معروف کرخی کے بھانجے فرماتے ہیں:

میں نے اپنے ماموں جان سے کہا: ماموں جان! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہر انسان کی دعوت قبول کر لیتے ہیں؟ فرمایا: بیٹے! تمہارے ماموں مہمان ہیں، جہاں ان کا اتارا ہوگا وہ وہاں اتریں گے۔

سدی صغیر فرماتے ہیں:

میں نے معروف کرخی سے کہا کہ آپ ہر عام وخاص کی دعوت قبول کر لیتے ہیں؟

آپ نے جواب دیا:

میں ایک مہمان ہوں، جہاں مولیٰ مجھے اتارتا ہے، اترتا ہوں۔

جناب عبدالجبار بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ معروف کرخی کے احباب میں سے ایک نے انہیں ولیمہ پر مدعو کیا، وہاں ایک عابد وزاہد شخص بھی بیٹھے ہوئے تھے، جب حضرت معروف نے قسم قسم کے کھانوں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو انہیں عجیب لگا، انہوں نے کہا:

اے ابومحفوظ! کیا آپ کو پتہ نہیں کہ یہ سب کیا ہے؟

فرمایا:

میں نے انہیں یہ خریدنے کو نہیں کہا، پھر جب آپ کے ہاتھ میں مٹھائی دیکھی تو انہوں نے کہا حضور! دیکھ رہے ہیں یہ سب؟ فرمایا: سبحان اللہ! میں نے اس کو بنانے کو حکم نہیں

دیا، جب انہوں نے انواع واقسام کی مٹھائیاں دیکھیں تو یہی سوال دہرایا، آپ نے ارشاد فرمایا:

آپ نے زیادہ باتیں کردیں، میں ایک ایسا بندہ ہوں جس کے ہر کام کی تدبیر اس کا مولی کرتا ہے، جو وہ مجھے کھلاتا ہے میں کھاتا ہوں، جہاں مجھے اتارتا ہے اترتا ہوں۔

ابو محمد فرماتے ہیں:

میں نے معروف کرخی کو فرماتے سنا: میں عورت کی طرف دیکھوں یا دیوار کی طرف مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نواں باب

آپ کی جود وسخاوت اور ایثار کا بیان

حسن بن وشاء روایت کرتے ہیں:
میں ایک دن شیخ معروف کرخی کے پاس تھا، آپ ایک روٹی اور گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر کھانا کھانے بیٹھ ہی رہے تھے کہ اتنے میں ایک سائل آ گیا، آپ نے روٹی کے دو ٹکڑے کئے، آدھا سائل کو دے دیا اور بقیہ نصف خود تناول فرمایا۔

نیز ایک دن ایسا بھی ہوا کہ سائل نے سوال کیا، اتفاق سے آپ کے پاس اسے دینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا، آپ نے اسے ایک دعا کی تلقین فرمائی اور کہا اس دعا کو پڑھا کرو! جو بھی اس دعا کو پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالی اسے رزق عطا فرماتا ہے، چنانچہ جیسے اس سائل نے وہ دعا پڑھی ایک شخص کہیں سے آیا اور سائل کی حاجت پوری کر کے چلا گیا۔

شیخ معروف کرخی کے ہم نشیں حضرت ابوشعیب فرماتے ہیں:
ایک دن شیخ صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا حضور! مجھے ''بصلیہ'' (۱) کھانے کی شدید خواہش ہے، آپ یہ سن کر سبزی فروش کے پاس تشریف لے گئے، جیسے ہی سبزی فروش نے آپ کو دیکھا، عزت واحترام کے ساتھ آپ کو اپنی جگہ بٹھایا، آپ نے اسے ایک دانق (۲) نکال کر دیا اور کہا:
اس کے عوض مجھے بصلیہ دو! اس نے عرض کی: حضور! سبزی فروش بصلیہ نہیں بیچا

۱۔ ایک قسم کا کھانا جو بغداد میں مشہور تھا۔
۲۔ درہم کا چھٹا حصہ، جو رائج نقود میں سے تھا۔

کرتے، بصلیہ تو بغداد کا مشہور کھانا ہے جسے گوشت، دودھ، سلق (۱) اور پیاز ان سب چیزوں کو پکا کر بنایا جاتا ہے، یہ سن کر آپ نے اسے ایک درہم دیا اور فرمایا کہ بصلیہ بنا کر مسجد میں لے آنا، چنانچہ وہ بصلیہ بنا کر مسجد میں حاضر ہوا، آپ نے وہ سائل کو کھلا یا اور کہا: بخدا! میں نے آج تک کبھی بصلیہ نہیں کھایا ہے۔

ابوعلی ہیثم جو شیخ معروف کرخی کے ساتھیوں میں سے ہیں فرماتے ہیں:

ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آیا اور کہا حضور! یہ دس دینار فلاں آدمی نے آپ کے لئے بھیجے ہیں، آپ نے فرمایا: اچھا! اسے واپس کر دو! اس نے عرض کی نہیں حضور! میں واپس نہیں کروں گا، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس مال کے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا تو میں ذمہ دار ٹھہروں گا، فرمایا: اچھا! ابھی اسے اپنے دامن میں ہی رہنے دو! اس نے اپنے دامن میں رکھے ہی تھے کہ ایک سائل نے آ کر سوال کر دیا، آپ نے لاپروائی سے اسے کہا: وہ دینار اسے دے دو! اس نے عرض کی حضور! پورے؟ فرمایا: ہاں، اس نے پھر حیرت سے پوچھا: پورے کے پورے؟ فرمایا ہاں! سب اسے دے دو! کیا جس نے بھیجے اس نے مجھے دینے کے لئے نہ کہا تھا؟ عرض کی جی حضور! آپ ہی کے لیے تھے، فرمایا: تو میں حکم دیتا ہوں کہ اسے دے دو! چنانچہ اس نے سائل کو سب دینار دے دیئے، جسے لے کر سائل چلا گیا۔

❁ ❁ ❁

۱۔ ایک قسم کی سبزی۔

دسواں باب

درازئ امید سے احتیاط کا بیان

سری بن یوسف انصاری فرماتے ہیں:

ایک دن شیخ معروف کرخی نے نماز کے لیے اقامت کہی اور چوں کہ آپ ہمیشہ اقامت خود کہتے اور امامت کے لیے دوسروں کو آگے کردیتے، اس لیے آپ نے حضرت محمد بن ابوتوبہ سے کہا: حضرت! آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں! حضرت محمد بن ابوتوبہ نے فرمایا: میں یہ نماز پڑھا بھی دوں تو دوسری کسی نماز میں آپ کا امام بننے کی جرات نہیں کروں گا، شیخ کرخی نے فرمایا: کیا آپ اپنے نفس کو دوسری نماز تک مہلت دے رہے ہیں؟ لمبی آرزوئیں باندھنے سے اللہ کی پناہ! کہ طولِ امل (لمبی لمبی امیدیں باندھنا) خیرِ عمل کو روک دیتا ہے۔

جناب احمد دورقی کا بیان ہے کہ ایک دن شیخ معروف کرخی نے دجلہ کے کنارے پیشاب کیا اور پھر تیمم فرمانے لگے، لوگوں نے عرض کی حضور! پانی قریب ہے، فرمایا کیا پتہ مجھے زندگی وہاں تک پہنچنے کی مہلت دے نہ دے!

علامہ ابن جوزی اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غالبا راوی نے پوری بات سمجھی نہیں، پانی کی موجودگی میں تیمم کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا ہے، دراصل آپ نے پیشاب سے فراغت کے بعد استنجا یعنی طہارت پتھر کے ذریعے کی، ''استجمر'' کو راوی نے ''تیمم'' کردیا ہے، نیز اس بات کی تائید وہ حدیث رسول بھی کرتی ہے جسے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانی بہالینے کے بعد مٹی استعمال کرتے، صحابہ عرض کرتے:

حضور! پانی قریب ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے:
کیا پتہ اس تک پہنچوں یا نہ پہنچوں۔
محمد بن منصور طوسی راوی ہیں کہ ایک دن ہم سب شیخ معروف کرخی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت مانگنے کے لئے آئی اور کہہ رہی تھی: میں روزے دار ہوں، مجھے کچھ کھانے کے لیے دو! جس سے شام میں میں روزہ کھول سکوں، شیخ معروف کرخی نے اسے بلایا اور کہا: اے بہن! ایک تو تم نے اللہ کے راز کو فاش کر دیا اور اب شام تک جینے کی خواہش بھی رکھتی ہو!

❁❁❁

گیارھواں باب
آپ کے تفکر کے بیان میں

یحیی بن ابو طالب کہتے ہیں:
میں نے مسلمانوں کا شیخ معروف کرخی سے بڑا خیر خواہ نہیں دیکھا، اور نہ ہی ان سے زیادہ غور وفکر کرنے والا دیکھا، ایسا لگتا تھا کہ تفکر وتدبر ان کے دل کے ساتھ مربوط ہو۔
عبید اللہ بن محمد وراق کا کہنا ہے کہ ہم حضرت شیخ کرخی کے پاس بیٹھتے تھے، آپ کی ذات سراپا تفکر وتدبر تھی، کوئی کام غور وفکر سے خالی نہ تھا۔

❁❁❁

بارھواں باب

خوف خدا کے بارے میں

یحیی بن جعفر فرماتے ہیں: میں نے شیخ معروف کرخی کو اذان دیتے ہوئے دیکھا، جب آپ کلمہ شہادت پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی داڑھی اور کنپٹی کے بال ایسے کھڑے ہو گئے جیسے کہ کھیت میں بالیاں کھڑی نظر آتی ہیں۔

ابو بکر یحیی بن ابو طالب فرماتے ہیں:

میں ایک دفعہ شیخ معروف کی مسجد میں گیا، آپ ابھی گھر ہی پر تھے، تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے، ہم جماعت کی شکل میں بیٹھے تھے، آ کر کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہم نے سلام کا جواب دیا، فرمایا:

اللہ ہم سب کو دار السلام جنت میں سلامتی کی نعمت کے ساتھ داخل فرمائے جس طرح دنیا میں ہمیں غم کی نعمت عطا کی ہے، پھر آپ اذان دینے کی لیے تشریف لے گئے، جیسے ہی اذان دینا شروع کیا، شدید مضطرب ہوئے، جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو لرزنے لگے، ابرو اور داڑھی کے بال کھڑے ہو گئے اتنے مضطرب ہوئے کہ ہمیں لگا اذان پوری نہ کر سکیں گے اور اتنا جھکے کہ ہمیں لگا گر پڑیں گے۔

حضرت عبید اللہ بن محمد وراق فرماتے ہیں کہ ہم بسا اوقات شیخ معروف کرخی کے پاس بیٹھے ہوتے اور آپ غور وفکر میں مشغول ہوتے اور اچانک گھبرا اٹھتے اور پکارتے واغوثاہ باللہ! (اللہ مدد فرما)۔

تیرھواں باب

گریہ وزاری کے بیان میں

جناب احمد بن عبداللہ بیان فرماتے ہیں:

شیخ معروف کرخی خود کو مارتے جاتے اور کہتے جاتے اے نفس! کتنا روئے گا، مخلص بن تب چھٹکارا ملے گا۔

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے لکھی تحریر میں پڑھا کہ:

شیخ معروف کرخی بسا اوقات اپنے نفس کو ملامت کرتے اور کہتے: تو کتنا روئے گا اور نادم وشرم سار ہو گا، مجھے چھوڑ تجھے بھی چھٹکارا ملے گا۔

❁❁❁

چودھواں باب

عبادت وریاضت کا بیان

شیخ معروف کرخی کے برادر شیخ عیسیٰ کرخی فرماتے ہیں:
شیخ معروف کرخی کے مرض الموت میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا اے ابومحفوظ! مجھے اپنے روزے کے متعلق کچھ بتائیں؟ آپ نے بات بدلتے ہوئے فرمایا: حضرت عیسی علیہ السلام اس طرح روزے رکھا کرتے تھے، عرض کی: حضور! مجھے اپنے روزوں کے بارے میں بتائیں؟ فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح روزے رکھا کرتے تھے، اس نے پھر کہا: حضور! میں آپ کے روزوں کے بارے میں جاننا چاہ رہا ہوں، فرمایا: میری حالت یہ تھی کہ میں ہمیشہ روزے سے ہی رہا کرتا تھا، اگر کھانے کے لیے بلایا جاتا تو کھالیتا، یہ نہ کہتا کہ میں روزے سے ہوں۔

حسین بن منصور فرماتے ہیں:
ایک حجام شیخ معروف کرخی کی موچھیں تراش رہا تھا اور آپ تسبیح پڑھ رہے تھے، حجام نے کہا: آپ کی ہونٹ ہل رہے ہیں ایسے موچھیں کیسے تراشی جاسکتی ہیں، تسبیح موقوف کردیں، فرمایا: تم تو اپنا کام کررہے ہو اور میں اپنا کام نہ کروں؟!!

پندرھواں باب

پندونصیحت، زہدوتصوف میں ملفوظات

عمر بن موسیٰ فرماتے ہیں:

ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس کسی کی غیبت کرر ہا تھا، آپ نے اس سے کہا: اس وقت کو یاد کرو! جب روئی تمہاری آنکھوں پر رکھی جائے، یاد کرو جب روئی تمہاری آنکھوں پر رکھی جائے۔(۱)

سلمہ بن عقار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ معروف کرخی کے سامنے سرحد کی حفاظت کے لیے نکلنے کے فضائل بیان ہورہے تھے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر آپ جنگ میں دوصفوں کے درمیان برسرِ پیکار ہوں تب بھی اگر آپ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار نہیں ہیں، تو یہ غیر مفید و بے سود ہے۔

زاہد علی بن موفق فرماتے ہیں: میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

اللہ تعالیٰ بندے کو آزمایش میں مبتلا کرتا ہے، لوگ اس کی عیادت، پرسش حال کے لیے آتے ہیں، وہ ان سے شکوہ وشکایت کرتا رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بندے! میں نے تو تجھے اس لیے امتحان میں ڈالا تاکہ تیرے گناہ دھل سکیں تو شکوے، شکایت کیوں کرتا ہے؟ ابو حفص عمر بن موسیٰ نے فرمایا کہ شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

اگر دنیا مل جائے تو خوش نہ ہونا، چھوٹ جائے تو مایوس نہ ہونا، کہ اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جب ان کے پاس دنیا آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ کسی گناہ کی سزا ہے جو دنیا میں جلد دے دی گئی اور جب دنیا چلی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ صالحین کی طریقے (فقر) کا ہم

ا۔ یعنی موت کا وقت یاد کرو!

خیر مقدم کرتے ہیں۔

محمد بن شجاع فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ معروف کرخی نے کہا:

اپنی زبان کو مدح وستایش سے بھی ایسے ہی بچاؤ جیسے مذمت اور برائی سے بچاتے ہو!

معافی بن عمران فرماتے ہیں: میں نے شیخ معروف کوفرماتے ہوئے سنا:

دنیا چار چیزوں کا نام ہے، مال و دولت، بولنا چالنا، نینداور کھان پان، مال و دولت انسان کو سرکش بناتے ہیں، گفتگو اور باتیں غافل کر دیتی ہیں اور نیند چیزیں بھلا دیتی ہے جب کہ کھانا دل کو سخت کر دیتا ہے۔

علی سکری فرماتے ہیں:

یہ بات مجھے شیخ معروف کرخی کے ایک ہم نشیں نے سنائی کہ ایک دن میں غروب شمس کے وقت شیخ معروف کے پاس سے اٹھ کر گھر گیا، دوسرے دن شیخ معروف کرخی نے پوچھا: کل کس وقت پہنچے تھے؟ میں نے کہا جیسے پہنچا ویسے روزہ افطار کیا، رمضان کا مہینہ تھا، فرمایا: افطاری کے لیے لائے گئی چیزوں کا مصدر پتہ ہے؟ کہ کہاں سے آئی تھیں؟ میں نے کہا نہیں! فرمایا کسی چیز سے افطار نہ کرو! جب تک اس رزق کا مصدر نہ جان لو! ورنہ بھوکے رہو، کہ بھوک اس سے بہتر ہے۔

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے شیخ حسن بن عیسی فرماتے ہیں:

میں نے اپنے چچا جان کو فرماتے ہوئے سنا: مصحف دیکھنا عبادت، والدین کو دیکھنا اور مسجد میں بیٹھنا عبادت ہے۔

بنی ہاشم کے مولی محمد بن ابی القاسم فرماتے ہیں: شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

دنیا جوش دی ہوئی ہانڈی اور پھینکی ہوئی ڈھال ہے۔

محمد بن منصور فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے ہوئے سنا:

صالحین کتنے زیادہ ہیں! اور صالحین میں صادقین کتنے کم!

ابو عمرو بزوری فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

پاکیزہ لوگوں کا انشراح صدر تقوے کے ذریعے ہوتا ہے، بھلائی سے انہیں جا ملتی

ہے، جب کہ فاجرلوگوں کے دل فسق وفجور کے اندھیرے سے تاریک ہوجاتے ہیں اور بد نیتی کی وجہ سے اندھے ہوجاتے ہیں۔

شیخ معروف کرخی کے بھائی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں: شیخ معروف کرخی نے مجھ سے کہا:

باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے ایک میل چلا کرو، جمعہ پڑھنے کے لیے دو میل چلیں، تین میل چل کر مریض کی عیادت کرلو، جنازے میں شرکت کے لیے چار میل چل لو، کسی حاجی یا معتمر کو رخصت کرنے کے لیے پانچ میل جاؤ، اللہ کے کسی غازی بندے کو چھوڑنے کے لیے چھ میل طے کرو، ایک شخص سے صدقہ لے کر دوسرے تک پہنچانے سات میل تک جاؤ، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے آٹھ میل چلنا پڑے تو چلو، صلہ رحمی اور قرابت نبھانے نو میل چلنا چاہیے، اہل وعیال کی حاجت برآری کے لیے دس میل چل لیں، اپنے بھائی کی مدد کے لیے گیارہ میل چلا کریں جب کہ جن کے ساتھ اللہ کے لیے رشتہ اخوت قایم ہے ان سے ملاقات کے لیے ایک برید یعنی بارہ میل بھی چلنا پڑے تو چلو۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں:

میں نے شیخ معروف کرخی سے اللہ کے مطیع وفرماں بردار بندوں کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسے اللہ کی اطاعت پر قادر ہوئے؟ فرمایا: انہوں نے اپنے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دی، اگر حب دنیا ہوتی تو ان کا ایک سجدہ بھی بارگاہ ایزدی میں قبول نہیں ہوتا۔

اسود بن سالم فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے بیان فرمایا:

جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اس کے چالیس سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے حسن بن عیسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا جان کو یہ فرماتے سنا:

جس شخص نے ہر حالت میں جمعہ اور جماعت کا التزام کیا، وہ سابقین کے ساتھ پہلے گروہ میں ہوگا، پل صراط کو بجلی کی رفتار سے پار کرے گا، اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا، اس کے لیے ایک شہید کے برابر اجروثواب ہے، تازہ دم گھوڑے کی سی رفتار

سے وہ جنت میں گھومے گا۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص اللہ کے سامنے بڑائی جتاتا ہے اللہ اسے گرا دیتا ہے، جو اللہ سے لڑائی مول لیتا ہے اللہ اس کا قلع قمع کر دیتا ہے، جو اس کے ساتھ مکر و فریب کا معاملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے خفیہ تدبیر سے ہلاک کرتا ہے، جو اس پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے اور جو اس کے لیے جھکتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔

قاسم بن نصر کا بیان ہے کہ ایک دن لوگوں کا ایک گروہ شیخ معروف کرخی کے پاس آیا، وہ کافی دیر تک آپ کے پاس بیٹھے رہے، آپ نے ان سے کہا: کیا تم جانا نہیں چاہتے ہو؟ کہ سورج کا مالک ہمیشہ بندہ نوازی کرتا ہے۔

ابراہیم الدعاء کا بیان ہے کہ میں نے شیخ معروف کرخی سے کہا:

حضور! مجھے نصیحت کیجیے! فرمایا: اللہ پر بھروسہ رکھو! اسے ہی اپنا مربی اور دکھ، درد دور کرنے والا جانو! کہ لوگ نفع و ضرر کچھ نہیں پہنچا سکتے۔

اسی طرح شیخ محمد بن سلمہ یمامی کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

اللہ پر بھروسہ رکھو! اسے ہی اپنا مربی، ساتھی اور دکھ درد دور کرنے والا جانو! موت کی یاد کو اپنا ہم نشین بناؤ! اور جان لو کہ ہر مصیبت یا گناہ کو چھپانے میں ہی عافیت اور چھٹکارا ہے، رہے لوگ تو وہ نہ تو نفع و نقصان پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی کچھ دے سکتے ہیں نہ ہی کچھ روک سکتے ہیں۔

محمد بن حماد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شیخ معروف کرخی سے کہا:

حضور! مجھے نصیحت فرمائیں! فرمایا: اللہ پر بھروسہ رکھو! اسے ہی اپنا مربی، ساتھی اور دکھ، درد دور کرنے والا جانو! موت کی یاد کو اپنا ہم نشین بناؤ! اور جان لو کہ ہر مصیبت یا گناہ کو چھپانے میں ہی عافیت اور چھٹکارا ہے، رہے لوگ تو وہ نہ تو نفع و نقصان پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی کچھ دے سکتے ہیں نہ ہی کچھ روک سکتے ہیں۔

حضرت شیخ معروف کرخی کے بھتیجے شیخ یعقوب فرماتے ہیں: میں نے اپنے چچا جان کو فرماتے سنا:

بندے کا لایعنی اور غیر مفید باتیں کرنا اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں رسوائی کا سبب ہے۔

محمد بن منصور طوسی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے عمل میں مشغول کر دیتا ہے اور فقرا کے درمیان رکھتا ہے، اگر اس کے علاوہ (خیر کے علاوہ) کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کام سے روک کر بحث وجدال میں مبتلا کر دیتا ہے اور امیروں کے درمیان اس کی آمد ورفت زیادہ ہو جاتی ہے۔

ابراہیم دکاء کا بیان ہے کہ انہوں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جدال کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔

شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی سے سنا:

اپنی نگاہیں اتنی نیچی رکھو! کہ بکری کی انوثیت کی طرف بھی تمہاری توجہ نہ جائے۔

شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

لغو باتوں اور غفلتوں سے کنارہ کشی کرنا حقیقتِ وفا کی نشانی ہے۔

نیز فرمایا: سخاوت، تنگی کی حالت میں اس چیز کی قربانی کا نام ہے، جس کی تمہیں اشد ضرورت ہو۔

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ہاتھ کی تحریر میں پڑھا کہ شیخ معروف کرخی سے وفا کی حقیقت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وفا کی حقیقت غفلتوں سے کنارہ کشی کرنا اور دل کو دنیوی لغو باتوں سے خالی رکھنا ہے۔

نیز فرماتے ہیں: بغیر عملی جد وجہد کے جنت کا طلب گار بننا ایک گناہ ہے، بغیر کسی سبب کے شفاعت وسفارش کا انتظار کرنا ایک قسم کا دھوکہ اور فریب ہے اور بے اطاعت رب کی رحمت کی امید کرنا، جہالت وبے وقوفی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ دنیا کی محبت دل سے کیسے نکالی جائے؟ فرمایا: پاکیزہ محبت و

مودت اور حسن معاملہ سے۔

نیز فرمایا: جواں مردوں کی تین علامتیں ہیں: ایسی وفا جس میں بے وفائی کا شائبہ تک نہ ہو، دوسری ستائشِ بے جود، تیسری بے مانگے داد دہش۔

اولیا کی تین علامتیں ہیں: ان کی ساری لو اللہ سے لگی ہوتی ہے، اس سے ہی ان کو مطلب ہوتا ہے اور مولی ہی ان کی جائے پناہ!!

شیخ عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آیا اور آپ کو بغداد شہر میں مقیم ہونے کے بارے میں مشورے دینے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا: بھائی! اگر تو جنگ میں صفوں کے مابین ہو اور پرہیز گار نہ ہو، تو کوئی چیز تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی، اور فرعون کی بیوی کو کیا کوئی چیز نقصان پہنچا سکی؟: رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة، و نجنی من فرعون و عمله۔ الآیۃ

ترجمہ:

جب کہ اس نے دعا مانگی: اے مرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں اک گھر بنا اور فرعون اور اس کے عمل سے مجھے نجات عطا فرما!

ابراہیم بن جنید کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

جو شخص مسجد میں صفائی کر کے کسی حاجت کی برآری کے لئے جائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

صالح اسدی فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آ کر کہنے لگا:

حضرت! میں نے گھر بنایا ہے، میری خواہش ہے کہ آپ چل کر گھر میں مبارک قدم رکھیں اور دعا کر دیں! آپ اس کے گھر گئے اور فرمایا: بھائی! گھر تو بہت حسین و جمیل ہے! مگر میں اس میں تمہارے لئے کس چیز کی دعا کروں؟

سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں شیخ معروف کرخی کی محفل میں حاضر تھا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: اے ابو محفوظ! اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ میری مسروقہ تھیلی جس میں ایک ہزار دینار تھے، مجھے مل جائے، آپ خاموش رہے، اس نے پھر یہی بات دہرائی، آپ کی خاموشی برقرار رہی، اس نے پھر اعادہ کیا، تب آپ نے فرمایا: میں کیا کہوں؟

کیا یہ کہوں کہ مولی! جس چیز سے تو نے اپنے انبیائے کرام اور اصفیائے عظام کو دور رکھا وہ اسے لوٹا دے، اس شخص نے کہا تو میرے لیے دعا کر دیجیے! فرمایا: اس کے دل سے حب دنیا نکال دے۔

شیخ صدقہ مقابری (ا) فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شیخ معروف کرخی کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا، جو مخبوط الحواس لگ رہا تھا، عرض کرنے لگا:

اے ابو محفوظ! اللہ سے میرے لیے دعا کر دیں! میرے دس ہزار درہم گم ہو گئے ہیں، شیخ صدقہ فرماتے ہیں آپ نے اس کی جانب سے منھ پھیر لیا، وہ پھر عرض گزار ہوا، آپ نے دوبارہ بھی توجہ نہیں دی، اس نے تیسری بار عرض کی آپ تھوڑی دیر تک روگرداں رہے پھر فرمایا: بھائی! کیا میں اللہ سے یہ دعا کروں کہ وہ تجھے ان چیزوں میں مبتلا کر دے جن سے اس نے اپنے اولیا اور اصفیا کو دور رکھا ہے، میں یہ دعا کروں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے ہونٹوں کو ہلایا، اس شخص کا کہنا ہے بخدا! میں جب وہاں سے اٹھا تو میرے دل میں گم شدہ مال کا ذرہ برابر غم نہیں تھا۔

ا۔ شیخ صدقہ بن ابراہیم مقابری، بغدادی زہد و ورع، تقوی و پرہیزگاری میں مشہور تھے، شیخ کرخی نے ان سے رشتہ مواخات قایم کیا تھا۔

سولھواں باب

آپ کے پسندیدہ اشعار کا ذکر

قاسم بن محمد بغدادی فرماتے ہیں کہ میں شیخ معروف کرخی کا پڑوسی تھا، ایک بار سحر کے وقت میں نے شیخ معروف کرخی کی آواز سنی، آپ روتے گڑگڑاتے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

ای شیء ترید منی الذنوب
شغفت بی، فلیس عنی تغیب
مایضر[1] الذنوب لواعتقتنی
رحمة لی ، فقد علانی الشیب

ترجمہ:

گناہ جو مجھ سے چمٹ گئے ہیں، جدا ہونے کا نام نہیں لیتے مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔
اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اگر اس کی رحمت شامل حال ہو تو گناہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

احمد بن نصر فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

موت التقی حیاۃ لا نفاد لها
قد مات قوم و هم فی الناس احیاء

ترجمہ:

۱۔ تاریخ کی مشہور کتاب میں اس شعر میں یضر کی جگہ تضر ہے۔

پرہیزگار کی موت درحقیقت لازوال زندگی ہے، جب کہ کچھ لوگ زندہ نظر تو آتے ہیں لیکن وہ مردہ ہیں۔

ایک عابد وزاہد کا بیان ہے کہ میں شیخ معروف کرخی کے گھر گیا، آپ نے میرے لیے ماحضر میں ایک جو کی روٹی اور نمکین دلیا عنایت فرمایا اور کہا:

تناول فرمائیں! کہ صرف ایک چیز دینا درحقیقت دیگر چیزوں سے منع کرنا ہے، پھر یہ شعر پڑھا:

ومتی تفعل الکثیر من الخیر   واذا کنت تارکا لاقله

ترجمہ:

اگر آپ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو چھوڑ دد یتے ہیں تو بڑی بھلائی کیسے کر پائیں گے۔

❁ ❁ ❁

سترھواں باب

متفرقات میں آپ کے زریں اقوال

ابن شیرویہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:
اگر کسی نے صرف اپنی اصل پونجی لگا کر بغیر کسی منافع کے خرید وفروخت کی، تب بھی اس کے لیے اس تجارت میں ایسی برکت ہوجائے گی جیسی بارش برسنے سے کھیت کھلیانوں میں ہوجاتی ہے۔

بکر بن خنیس کا بیان ہے کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:
خرید وفروخت کرو! چاہے صرف اصل سرمایہ سے ہی کرو، کہ یہ مال کو ایسے بڑھاتا ہے جیسے کھیت بڑھتے ہیں۔

محمد بن منصور طوسی فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے شیخ معروف کرخی نے دیکھا، میرے پاس ایک کپڑا تھا، آپ نے مجھ سے دریافت کیا: اس کپڑے کا کیا کروگے؟ میں نے کہا: اس کی قمیص بناؤں گا، فرمایا: چھوٹی قمیص بنانا! تین فائدے ہوں گے، ایک سنت پر عمل ہوجائے گا، دوسرے کپڑا زیادہ صاف رہے گا اور تیسرے ایک ٹکڑا پیوند کے لیے بھی بچ جائے گا۔

راوی مذکور ہی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:
جو شخص اپنے امام کو لعن وطعن کرتا ہے وہ اس کے عدل وانصاف سے محروم کردیا جاتا ہے۔

پہلا حصہ ختم شد

والحمد للہ وحدہ، وصلواتہ علی خیر تہ من خلقہ محمد النبی وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین والحمد للہ رب العالمین

دوسرا حصہ

شیخ معروف کرخی کے فوائد پر مشتمل

تالیف:
شیخ جلیل، امام علم وفن
ابوالفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد بن جوزی

آپ سے اس جز کی روایت شیخ امام حافظ عبدالغنی مقدسی بن عبداللہ (الواحد) بن علی بن سرور مقدسی نے کی ہے۔
ایدہ اللہ برحمتہ و نفعنا والمسلمین من برکات علومہ

اٹھارھواں باب

آپ کی دعائیں اور مناجات

محمد بن منصور طوسی فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی سے میں نے یہ دعا سنی:
مولیٰ تو ہمیں صالح بنا، تا کہ ہم صحیح معنوں میں صالح بنیں۔
سلمہ بن عقار فرماتے ہیں کہ شیخ ابو محفوظ معروف کرخی کے ہاں جب بھی کسی بادشاہ کا ذکر ہوتا تو آپ دعا فرماتے:
مولیٰ ہمیں کبھی وہ چہرے مت دکھانا، جن کی طرف دیکھنا تجھے پسند نہیں۔
شیخ ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کو دیکھا کہ آپ نے جب عباسی لشکر کی طرف دیکھا تو اپنے ہاتھ کو چہرے پر رکھ لیا۔
محمد بن منصور طوسی فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شیخ معروف کرخی کے قریب جامع مسجد میں بیٹھا تھا، آپ واغوثاہ یا اللہ پڑھے جا رہے تھے، مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے دس ہزار مرتبہ اسے پڑھا ہوگا، فرمایا کرتے تھے مجھے سب سے زیادہ اللہ سے استغاثہ کرنا پسند ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم''

ترجمہ:

جب تم اپنے رب سے استغاثہ کرتے ہو تو وہ قبول فرماتا ہے۔
حضرت عمر بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آیا اور عرض کی: حضور! دعا کریں اور ہم آمین کہیں، شیخ معروف کرخی نے فرمایا:
بلکہ آپ دعا کریں اور ہم آمین کہیں۔

نیز فرمایا:

ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آیا، عرض کرنے لگا:

حضور! دعا فرمادیں کہ اللہ تعالی میرے دل کو نرم فرمادے، آپ نے اس سے کہا یہ دعا کیا کرو! یا ملین القلوب! لین قلبی، قبل ان تلینہ عند الموت،

کہ مولیٰ میرے دل کو نرم کردے! اس سے پہلے کہ تو نزع کے وقت اسے نرم کرے۔

ابوبکر بن ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو دعا کرتے سنا:

اے بھلائی کرنے والوں کو بھلائی کی توفیق دینے والے! ان کی اعانت فرمانے والے، ہمیں اصلاح کی توفیق نصیب فرما! ہماری اعانت فرما۔

علی بن موفق فرماتے ہیں: شیخ معروف کرخی اس طرح دعا کیا کرتے:

اے بادشاہ! اے قدرت والے! اے وہ ذات جس کا کوئی بدیل و مثیل نہیں۔

شیخ دورقی فرماتے ہیں مجھے ہمارے ساتھی نے بتایا کہ شیخ معروف کرخی کے پاس سے زہیر کی ایک جماعت گزری جو خانہ جنگی کے لیے روانہ ہورہی تھی، آپ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! ان کی حفاظت فرما، لوگوں نے کہا حضور! آپ ان کے لیے دعا کررہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ارے بھئی! اگر ان کو اللہ کی حفاظت نصیب ہوگی تو یہ لڑنے ہی نہیں جائیں گے اور لوٹ آئیں گے۔

شیخ ابراہیم اطروش کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی دریائے دجلہ کے کنارے تشریف فرما تھے، کہ ایک چھوٹی کشتی میں چند نوجوانوں کا گزر ہوا جو عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے تھے، آپ کے ساتھیوں نے عرض کی حضور! ان لوگوں کو دیکھیے! پانی میں اللہ کی نافرمانیاں کررہے ہیں، ان کے لیے بددعا فرمادیں، آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا: میرے معبود میرے آقا میرے مولی! تو ان کو جنت میں بھی خوش وخرم رکھنا جس طرح انہیں دنیا میں خوش وخرم رکھا ہے، آپ کے اصحاب کہنے لگے حضور! ہم نے آپ سے ان کے حق میں دعا کے لیے نہیں، بددعا کے لیے کہا تھا، فرمایا: اگر اللہ تعالی انہیں آخرت میں خوش رکھے گا اس کا مطلب انہیں دنیا میں توبہ کی توفیق دے گا اور اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں

ہے۔

احمد بن نصر ذراع بیان فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی اپنی دعا میں اس طرح کہا کرتے ، مولیٰ! میرا رشتہ خود سے منقطع نہ کر! مجھ سے وہ لے لے جو تیرا ہے۔

شیخ خلف بن ہشام کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی فقیروں یا مقروضوں کے لیے یہ دعا بتاتے تھے، کہ بندہ صبح کے وقت پچیس مرتبہ پڑھے:

لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کبیرا، و سبحان اللہ کثیرا، اللھم انی اسئلك من فضلك و رحمتك، فانھما بیدیك، لا یملکھما احد سواك او غیرك۔

ترجمہ:

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اللہ کی ذات بہت بڑی ہے، ہم اللہ کی خوب خوب پاکی بیان کرتے ہیں، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل ورحمت کا سوال کرتا ہوں، کہ یہ تیرے ہی دست قدرت میں ہے، تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے۔

شیخ ابوبکر بن حماد مقری فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی سے کہا:

اے ابومحفوظ! مجھ پر بڑا بھاری قرض ہے، آپ نے فرمایا: میں آپ کو ایک ایسی چیز سکھاؤں گا، جس سے اللہ تبارک وتعالی آپ کو قرض کی بار سے سبکدوش فرمادے گا، ہر صبح پچیس بار یہ پڑھے:

لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، وسبحان اللہ والحمد للہ کثیرا، وسبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔

ابوبکر بن حماد فرماتے ہیں: میں نے یہ پڑھا تو اللہ تعالی نے مجھے قرض کی بوجھ سے آزاد کردیا اور مجھے وافر رزق عطا فرمایا، میں نے شیخ معروف کرخی سے بیان کیا: حضور! میں نے عمل پڑھا اور الحمدللہ قرض بھی ادا ہوگیا اور وافر مقدار میں رزق بھی ملا، تو شیخ معروف کرخی نے مجھ سے کہا: اس وظیفے کو درہم کی تھیلی کہا جاتا ہے۔

شیخ ابوالطیب مودب اور جناب احمد بن محمد دونوں حضرات کا بیان ہے کہ ہم بھی قرض کی مصیبت میں مبتلا ہوئے اور یہ عمل آزمایا تو اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں قرض کی بوجھ سے ہلکان کردیا۔

شیخ ابراہیم بن جنید کا بیان ہے کہ ان کے شیخ ذکر نے ان کو بتایا کہ حضرت شیخ

معروف کرخی ایک یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

اے اللہ! تو ہمیں لوگوں کی مدح سرائی کی وجہ سے دھوکے میں نہ رکھ، تیری عیب پوشی اور ستاری کی وجہ سے ہم اپنی ذات کے بارے میں خوش گمان نہ ہوں، ہمیں اس جماعت سے کر جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتی اور تیرے قضا پر رضا رکھتی ہے، جو تیری عطا پر شاکر و قانع ہے اور تجھ سے کما حقہ ڈرتی ہے۔

شیخ محمد بن منصور طوسی کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی کو میں نے فرماتے سنا:

مولی! میں ایسی لمبی خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اچھے اعمال سے روک دے۔

شیخ صندل خادم فرماتے ہیں کہ میں شیخ معروف کرخی کو یہ دعا فرماتے سنتا:

اے اللہ! مجھے اپنے عقاب سے پناہ میں رکھ، میری کوتاہیوں، خامیوں پر مواخذہ نہ کر، میں تیری رضا کا طالب ہوں، میری خطاؤں کو معاف فرما اور میرے لیے اچھے اعمال آسان فرما کر انہیں مقبول بارگاہ کر۔ نہ تو اچھے اعمال کرنے والا تجھ سے اور تیرے عقاب سے بے پرواہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی بدکار، اے نبیوں کے معبود! متقین کے کارساز! تو ازلی سرمدی ہے، حی لا یموت ہے، میں نے تیری معرفت حاصل کی، اگر تیرا کرم شامل حال نہ ہوتا تو میں کبھی تیری معرفت نہ حاصل کر سکتا، تو بلند و بالا ہے۔

ثابت بن ہیثم فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

جس شخص نے یہ دعا کہ:

اللھم اصلح امۃ محمد، اللھم فرج عن امۃ محمد، اللھم ارحم امۃ محمد،

اسے ابدال کی جماعت میں داخل کیا جائے گا۔

شیخ محمد بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا کہ: جو شخص بستر پر سوز و گداز کے ساتھ یہ دعا پڑھتا ہے:

سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر، ولا الہ الا اللہ، واستغفر اللہ، اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك، فانھما بیدیك لا یملكھما احد سواك او غیرك،

تو اللہ تبارک و تعالی حضرت جبریل سے فرماتا ہے جو بندوں کی حاجت برآری پر

مامور ہیں کہ جبریل! میرے بندے کی حاجت پوری کرو۔

نیز فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو شخص گھر سے نکلے اور کہے:

اے اللہ! تیرے لیے حمد ہے تیری عفو کے مقدار، پھر جلد ہی گھر لوٹ آئے تو ندا دی جاتی ہے کہ جب سے نکلا تب سے ایک سال کا شمار ہوا۔

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے شیخ حسین بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کو فرماتے سنا:

جب انسان سونے کے لیے بستر پر جائے اور یہ دعا کہے: اے اللہ! ہمیں اپنی یاد سے غافل نہ کرنا، ہمیں محفوظ و مامون رکھنا، اپنی ستاری کا پردہ ہمیشہ ہماری خطاؤں پر رکھنا، ہمیں غافلین میں سے ہرگز نہ کرنا، مولی مجھے تیرے قرب کی سب سے بہترین گھڑی بتادے! جس میں میں مانگوں تو عطا کردے، استغفار کروں تو مغفرت فرمادے، دعا کروں شرف قبولیت ملے، تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے، اسے بے دار کرتا ہے، اور اگر اس سے وہ اٹھ گیا تو ٹھیک، ورنہ فرشتہ عبادت کرتا ہوا جاتا ہے اور اس کا ثواب اس انسان کے کھاتے میں لکھا جاتا ہے۔

شیخ محمد بن حسان فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے مجھ سے کہا:

میں تمہیں دس کلمات سکھاتا ہوں پانچ دنیا سے متعلق ہیں اور پانچ آخرت سے، جو ان کے ذریعے اللہ تعالی سے دعا کرے اللہ تعالی کی مدد ضرور پائے گا، میں نے عرض کی حضور! املا کرائیں میں لکھ لوں! فرمایا: نہیں میں اسے زبان سے دہراؤں گا جیسے شیخ بکر بن خنیس نے مجھے عطا کیا تھا:

حسبی اللہ لدینی، حسبی اللہ لدنیای، حسبی اللہ لما اھمنی، حسبی اللہ لمن کادنی، حسبی اللہ لمن بغی علی، حسبی اللہ عند الموت، حسبی اللہ عند مسائلۃ القبر، حسبی اللہ عند النشور، ،حسبی اللہ عند المیزان، حسبی اللہ عند قراءۃ الکتبۃ۔

ترجمہ:

مجھے اللہ میرے دین کے لئے، میری دنیا کے لئے، میرے اہم امور کے لئے کافی ہے، میرے دشمن، میرے بدخواہ سے میرا محافظ، موت کے وقت، قبر میں سوالات کے وقت، حشر ونشر میں، میزان پر، کاتبین کے لکھے پر مجھے کافی ہے۔

شیخ سعدان بن یزید بزار فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ معروف کرخی کی بات یاد ہے کہ آپ نے فرمایا تھا:

جو شخص کوئی چیز رکھ کر بھول جائے تو کہے:

اللھم مذکر الخیر و فاعلہ، صل علی محمد و علی ال محمد، واذکرنی حاجتی،

اے اللہ! بھلائی کی توفیق دینے والے اور فاعل حقیقی! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما اور بھولی ہوئی چیز یاد دلا دے۔

انیسواں باب

آپ کی کرامات

احمد بن عباس شامی فرماتے ہیں:

میں بغداد سے حج کے ارادے سے نکلا، سفر کے دوران جنگل میں ایک اجنبی شخص مل گیا، چہرے مہرے سے عبادت وریاضت کے آثار نمایاں تھے، مجھ سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: بغداد چھوڑ کر آرہا ہوں، وہاں فسق وفجور اور فتنہ فساد اتنا پھیل گیا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں بغداد اہل بغداد سمیت زیر زمین دھنسا نہ دیا جائے، اس لیے میں الوداع کہہ کر چلا آیا، اجنبی شخص نے کہا: اندیشہ نہ کیجیے! بغداد میں چار ایسے اللہ والوں کی قبریں ہیں، جو تمام آفات وبلیات سے بغداد کی حفاظت کے لئے قلعہ کی حیثیت رکھتی ہیں، میں نے کہا کون سے چار؟ فرمایا: احمد بن حنبل، معروف کرخی، بشر بن حارث اور منصور بن عمار، میں نے ان سے پوچھا اب آپ کس طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ فرمایا: فی الحال تو یہاں سے جانے کا ارادہ ہے، میں نے کہا: آپ کو راستہ کون دکھاتا ہے، انہوں نے کہا: پیچھے دیکھیے! میں نے دیکھا تو کوئی نہ تھا، میں پھر ان کی جانب مڑا تو وہ بھی نہ تھے، چنانچہ میں نے پھر بغداد کا رخ کیا اور ان مبارک قبروں کی زیارت کی، اس سال حج نہ کر پایا۔

شیخ ابن شیرویہ فرماتے ہیں کہ میں اکثر شیخ معروف کرخی کے پاس بیٹھا کرتا تھا، ایک دن انہیں تنہا پا کر میں نے پوچھ لیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں، فرمایا: نہیں میں پانی پر کبھی نہیں چلا، البتہ جب کبھی دریا، نہر پار کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کے کنارے مل جاتے ہیں اور میں گزر جاتا ہوں۔

شیخ محمد بن منصور طوسی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ معروف کرخی کے پاس تھا،

آپ کے چہرے پہ کوئی نشان وغیرہ نہیں تھا، جب دوسرے دن گیا تو ان کے چہرے پر ایک نشان دِکھا، چنانچہ میری جانب سے ایک بزرگ نے، جو مجھ سے زیادہ ان سے بے تکلف تھے، پوچھا: اے ابو محفوظ! کل تو ایسا کوئی نشان آپ کے چہرے پر نہ تھا، آج اچانک کیسے آ گیا؟ شیخ معروف کرخی نے فرمایا: اللہ آپ کو سلامت رکھے، مفید اور کار آمد باتیں پوچھا کریں، ان بزرگ نے اصرار کرتے ہوئے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطے دے کر پوچھتا ہوں بتائیں! شیخ معروف کرخی نے کہا: اف، اف، اف بربادی ہو تمہارے لئے، تم نے اللہ کی قسم کیوں دی؟ راوی فرماتے ہیں کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ شب میں نے یہاں اندھیرے میں نماز ادا کی، پھر مجھے کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کی خواہش ہوئی، پس میں مکہ مکرمہ گیا، طواف کعبہ کے بعد جب زم زم کی اَور بڑھا تو میرا پاؤں پھسلا اور میں دروازے پر آ رہا، جس کی وجہ سے میرے چہرے پہ یہ چوٹ آئی ہے۔

(علامہ ابن جوزی نے مذکورہ راوی سے دوسری سند کے ساتھ یہی حکایت ذکر فرمائی ہے، جس کے اعادے میں کچھ خاص افادہ نہیں)

سعید بن عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی کے بھائی سے کہا:

لوگ کہتے ہیں کہ ایک بار آپ لوگوں کے یہاں شادی تھی اور آپ نے دکان شیخ معروف کرخی کو وقتی طور پر سونپی، جیسے ہی آپ دکان پہ بیٹھے، مانگنے والوں کا جھمگٹا لگ گیا، حضرت شیخ کرخی نے سب آٹا ان میں تقسیم کر دیا، جس کی وجہ سے آپ لوگ کبیدہ خاطر ہوئے اور آٹے کے بابت ان سے پرسش کی تو شیخ صاحب نے فرمایا: کیوں رنجیدہ ہوتے ہو! تمہارے آٹے کی قیمت کے برابر درہم صندوق میں پڑے ہیں، جب آپ لوگوں نے دیکھا تو درہم موجود تھے، کیا لوگوں کی یہ بات درست ہے؟ شیخ صاحب کے بھائی نے فرمایا: ہاں! یہ بات درست ہے۔

شیخ معروف کرخی کے بھائی شیخ عیسی کرخی فرماتے ہیں:

ایک دن میں نے شیخ معروف کرخی سے کہا: آپ تھوڑی دیر دکان پر بیٹھیں، مجھے ایک کام سے جانا ہے! فرمایا اس شرط پر کہ میں کسی سائل کو واپس نہیں کروں گا، میں نے یہ

سوچتے ہوئے ہاں کردی کہ بقدر ضرورت ایک مٹھی دو مٹھی کم وبیش دیں گے،مگر جب واپس آکر دیکھا کہ ڈیڑھ دو صاع خیرات کر چکے ہیں، میں غصے سے لال پیلا ہورہا تھا، جب انہوں نے میری طرف دیکھا تو فرمایا: اب میں اس جگہ کبھی نہیں بیٹھوں گا ،لیکن آپ کے جانے کے بعد جب میں نے صندوق دیکھا تو درہم سے بھرا ہوا تھا۔

شیخ فضل بن محمد رقاشی کا بیان ہے:

میں نے ایک دن شیخ معروف کرخی کو روتے ہوئے دیکھا، میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے کہ اہل دل بندے چلے گئے ،لوگ بخل سے کام لینے لگے، دلوں سے نرمی رخصت ہوئی، آخرت بھولنے لگے، اتنا کہہ کر آپ چلے گئے ، میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل دیا، آپ اپنے بھائی کی دکان پر جا کر بیٹھ گئے ، آپ کے بھائی آٹا فروش تھے ، چنانچہ آپ کے بھائی نے آپ سے کہا کہ تھوڑی دیر بیٹھیں! دکان دیکھیں! میں ایک کام کر کے آتا ہوں، وہ اپنے کام سے گئے ہی تھے کہ شیخ معروف کرخی بیواؤں ، یتیموں ، نادار بچوں اور ضعیفوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر ان میں آٹا تقسیم کرنے لگے، تمام آٹا دے کر دکان صاف کر دی، جب آپ کے بھائی نے آکر دیکھا تو حواس باختہ ہو کر ، چلا کر کہنے لگے! تم نے مجھے فقیر بنا دیا، شیخ معروف کرخی یہ سن کر اٹھ کر مسجد کی طرف چل دیئے ، جب آپ کے بھائی نے دکان کی صندوقچی دیکھی جس میں وہ درہم ودینار رکھتے تھے، تو دنگ رہ گئے وہ درہم سے بھری ہوئی ملی ، یہ دیکھ کر آپ کے بھائی کہنے لگے کل بھی آیئے گا تھوڑی دیر بیٹھیے گا! فرمایا: نہ تو یہ لوگ بار بار آئیں گے نہ ہی یہ کرامت بار بار صادر ہوگی ، پھر ارشاد کیا:

پاک وہ ذات جو بادشاہ ہے، جسے جو چاہتا ہے دیتا ہے، اگر ہم اس سے دنیا، اس کی عشرتوں کے ساتھ طلب کریں تو وہ یقینا عطا کرے گا ،لیکن ہم نے دنیا سے عافیت مانگی ،تو اللہ نے ہم کو اس سے محفوظ رکھا، ملحوظ رہے کہ پچھلی روایت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ آپ نے صدقہ کرنے کی اجازت لے لی تھی۔

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے جناب یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے شیخ معروف کرخی سے کہا:

اے ابو محفوظ! اللہ سے دعا کریں کہ بارش برسائے! حالاں کہ سخت گرمی کے ایام

تھے، فرمایا: تب اپنے کپڑے بلند کرو! کپڑے بلند ہوئے بھی نہیں تھے کہ باران رحمت جھوم کر برسنے لگا۔

شیخ ابوشعیب بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار شیخ معروف کرخی نے مجھ سے کہا:

ایک رات میں مسجد میں تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی جو ناخدا، ملاح سے مخاطب تھی کہ میرے ساتھ تین لڑکے ہیں اور میں صبح سے نکلی ہوں میرے پاس اور کچھ نہیں ہے، تم میرے پاس اس بچی ہوئی روٹی سے کچھ لے لو اور مجھے پار لگا دو! مگر ناخدا نہ مانا، چنانچہ میں کنارے گیا اور ایک چھوٹی کشتی لے کر ان کی مدد کے لیے چلا، میں پینڈل چلانا نہیں جانتا تھا، تھوڑی دیر ادھر ادھر ہاتھ مارتا رہا، پھر کیا دیکھتا ہوں کہ کشتی خود بخود چلی جا رہی ہے، پینڈل چل رہا ہے، چلانے والا ندارد! اس پار پہنچا، اس شخص کو کشتی میں بٹھا کر واپس لایا، واپسی میں بھی اسی طرح پینڈل کے پاس صرف بیٹھا رہا، پینڈل غیر مرئی قوت چلاتی رہی، یہاں تک کہ اسے منزل تک پہنچا دیا۔

سعید بن عثمان فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن شیخ محمد بن منصور طوسی کے پاس بیٹھے تھے، جمعرات کا دن تھا، محدثین اور زاہدین کا ایک گروہ بھی موجود تھا، شیخ طوسی نے شیخ معروف کرخی کے ساتھ گزرے ایک واقعہ کی سرگزشت سنائی کہ:

ایک دن جب میں روزے سے تھا اور میں نے تہیہ کر لیا کہ آج تو افطاری حلال اور پاکیزہ رزق سے ہی کروں گا، میرا دن گزر گیا افطاری نصیب نہ ہوئی، میں نے صوم وصال کر لیا پے در پے چار روزے ہو گئے، چوتھے روز میں نے دل میں کہا آج ایسے شخص کی ضیافت میں افطاری کروں جس کے رزق میں کوئی شک وشبہ ہو ہی نہیں سکتا، جس کے رزق کو اللہ تعالیٰ نے صاف ستھرا کر دیا ہو، چنانچہ میں شیخ معروف کرخی کے طرف چل دیا، مسجد میں تھے، میں سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گیا، مغرب کا وقت ہوا آپ نے نماز ادا کی، میں سوچ رہا تھا یا خدا! چار دن ہو گئے ہیں اور میری افطاری کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، دریں اثنا آپ کے ساتھی یکے بعد دیگرے مسجد سے جانے لگے، بالآخر میں اک اور شخص اور شیخ معروف کرخی رہ گئے، شیخ معروف کرخی میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا طوسی! میں نے کہا حاضر ہوں! فرمایا: اپنے اس بھائی کے ساتھ جائیں اور رات کا کھانا تناول کریں! میں بیٹھا رہا، کچھ دیر

بعد پھر میری طرف متوجہ ہوئے ، یہی بات دہرائی ، میں نے کہا: حضور! مجھے کھانا نہیں کھانا ہے، کچھ دیر خاموشی کے بعد پھر یہی بات دہرائی میں نے بھی اپنا جواب دہرا دیا، کچھ دیر کی خموشی کے بعد فرمایا: ادھر آؤ! میں اٹھا، حالاں کہ شدت ضعف کی بنا پر مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا تھا، میں ان کے بائیں جانب بیٹھ گیا، تب آپ نے میرا داہنا ہاتھ پکڑ کر اپنی بائیں آستین میں ڈالا جس میں مجھے ایک سیب نما پھل ملا جو چبایا ہوا تھا، جب میں نے اسے کھایا تو ہر اچھے کھانے کا ذائقہ ملا نیز پانی کی حاجت بھی نہ رہی، حاضرین میں سے کسی نے شیخ طوسی سے پوچھا: اے ابوجعفر! یہ آپ کہہ رہے ہیں فرمایا ہاں! اور یہ بھی سنو کہ اس وقت سے لے کر آج تک کیسا بھی میٹھا تیکھا کھانا میں کھاؤں، اس پھل کا سواد ہر ایک کھانے میں محسوس کرتا ہوں، اتنا کہہ کر شیخ طوسی اپنے شاگردوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: خدا کے واسطے جب تک میں زندہ ہوں یہ کسی سے بیان نہ کرنا۔

محمد بن منصور صالح اور ثقہ راوی ہیں، شیخ احمد بن حنبل فرمایا کرتے:

ابوجعفر کافی ہیں۔

ابوبکر بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، اس کی بیوی نے کہا: اسے شیخ معروف کرخی کے پاس لے جاؤ! اس کے حق میں دعا کر دیں، چنانچہ وہ شیخ معروف کرخی کے پاس اپنا بچہ لے کر گیا اور دعا کا خواستگار ہوا، آپ نے دعا کی کہ مولی! اس بچے کے حق میں جو بھلا ہو وہ کر! چند دنوں بعد قضائے الہی سے اس لڑکے کا انتقال ہو گیا، پھر اس کے یہاں ایک اور لڑکے کی ولادت ہوئی، دوسری بار بھی اس عورت نے دعا کے لیے بچہ بھیجا اور یہی دعا اور انتقال، جب تیسری بار لڑکے کی ولادت ہوئی تو اس عورت نے کہا کہ اب ہم شیخ صاحب کے پاس اسے نہیں بھیجیں گے، کچھ ہی دنوں میں لڑکا ایسی عجیب وغریب حرکات وسکنات کرنے لگا کہ ہمارا جینا دوبھر ہو گیا، نیند اڑ گئی اور چین رخصت ہو گیا، جب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو ہم اسے لے کر شیخ صاحب کی بارگاہ میں پہنچے اور صورت حال سے آگاہ کیا، آپ نے وہی دعا فرمائی کہ مولی! اس کے حق میں جو خیر ہو وہ کر! اور کچھ دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ابوالعباس مؤدب فرماتے ہیں:

''سوق یحیی'' میں میرا ایک ہاشمی النسب پڑوسی رہتا تھا، جو تنگی کا شکار تھا، اس نے مجھے بتایا کہ میرے یہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، میری بیوی نے کہا: کہ دیکھو! تم میری شکل وصورت اور میری حالت دیکھ ہی رہے ہو! مجھے اچھی غذا کی ضرورت ہے، اب اس حالت پر میں زیادہ دیر نہیں رہ سکتی، جاؤ کچھ انتظام کرو! چنانچہ میں عشا کے بعد نکلا اور سبزی فروش کے پاس گیا جس کا میں پہلے سے ہی مقروض تھا، حالت حال سنائی اور اس سے کچھ مانگا اس نے انکار کر دیا، جس جس سے امید تھی اس سے مایوس ہو کر میں حیران وسرگردان سوچ میں ڈوبا دریائے دجلہ کی طرف چل دیا، وہاں ایک چھوٹی کشتی کا ناخدا دکھا، جو فرضہ عثمان، قصر عیسی اور اصحاب ساج (بغداد کے محلوں کے نام ہیں) کہہ کر آواز دے رہا تھا، میں نے اسے آواز دے کر قریب بلایا، وہ کنارے کے قریب آیا اور میرے ساتھ بیٹھا اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: مجھے خود کو نہیں پتہ! پھر میں نے اپنی بپتا سنائی، ملاح نہ کہا غم نہ کریں! میں اصحاب ساج کا باشندہ ہوں، ان شاء اللہ میں آپ کو وہاں لے جاؤں گا جہاں آپ کی مقصد برآری ہوگی، چنانچہ وہ مجھے شیخ معروف کرخی کی مسجد پر لے گیا جو محلہ اصحاب ساج میں لب دجلہ واقع ہے، مسجد دکھا کر مجھ سے کہنے لگا: اس مسجد میں شیخ معروف کرخی نماز ادا کرتے ہیں، قیام لیل کرتے ہیں، باوضو ہو کر اندر جاؤ! ان کو حالات سناؤ اور دعا کی درخواست کرو! پس میں نے وضو کیا، مسجد میں داخل ہوتے ہی شیخ معروف کو محراب میں عبادت میں مشغول پایا، میں نے سلام کر کے دو رکعت ادا کی اور بیٹھ گیا، آپ نے سلام پھیر کر سلام کا جواب دیا اور پوچھا: آپ کون ہیں؟ اللہ آپ پر رحم کرے! میں نے ساری سرگزشت غم سنائی، آپ سن کر پھر نماز میں مشغول ہو گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، میں پریشان ہوا کہ اتنی دور میں کیسے چلا آیا میرا گھر تو سوق یحیی میں واقع ہے اور یہ بارش تو تھمنے سے رہی؟ واپسی کیسی ہوگی؟ میرا دھیان ان سب باتوں کی طرف تھا کہ اچانک گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سنائی دی میں نے کہا ایسے وقت اور ایسی بارش میں کون سوار ادھر آ رہا ہے! الغرض وہ سوار مسجد میں آیا، شیخ معروف کرخی کو سلام کیا اور ایک تھیلی انہیں سپرد کی، شیخ معروف کرخی نے اس سے کہا: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں فلاں کا قاصد ہوں، اس نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نرم زمین پر چادر تان کر سو رہا تھا تبھی مجھے اللہ کی اس نعمت کا احساس

ہوا، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور یہ تھیلی آپ کی بارگاہ میں ارسال کی، آپ یہ کسی مستحق کے حوالے کردیں! شیخ معروف کرخی نے اس سوار سے کہا کہ یہ اس ہاشمی کے سپرد کردو! سوار نے کہا حضور! یہ پانچ سو دینار ہیں فرمایا اسے دے دو! میں نے اسے اسی کے لیے طلب کیا تھا، اس نے مجھے وہ دینار سے بھری تھیلی سپرد کردی اور میں اسے کمر بند میں باندھ کر کیچڑ دار راستے سے ہوتا ہوا سیدھا سبزی فروش کے گھر پہنچا، دروازہ کھلوا کر کہا یہ پانچ سو دینار ہیں، اللہ تعالی نے یہ رزق عطا کیا ہے، اس میں سے اپنا قرضہ لے لو! اور مجھے جو اناج چاہیے اس کا دام بھی لے لو! سبزی فروش نے کہا: اسے صبح تک اپنے پاس رہنے دو! اور جو چاہیے لے جاؤ! چنانچہ اس نے دکان کی چابیاں لیں اور دکان پر آکر مجھے شہد، شکر، تل کا تیل، چاول اور چربی وغیرہ مطلوبہ غلہ نکال کر مجھے کہا لو! میں نے کہا میں اکیلا اسے نہیں اٹھا پاؤں گا، اس نے کہا میں مدد کرتا ہوں اور کچھ سامان اس نے بھی اٹھایا، میں گھر پہنچا، دروازہ کھلا ہوا تھا، بند کرنے کے لیے کچھ تھا بھی نہیں گھر میں، میری بیوی نہایت پریشان تھی، مجھے دیکھ زجر و ملامت کرنے لگی تم ایسی حالت میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے! میں نے تمام سامان اس کے سامنے رکھا تو وہ کچھ ہلکان ہوئی، مگر میں نے اسے دینار کے بارے میں نہیں بتایا کہ خدانخواستہ زیادہ خوشی اسے نقصان پہنچادے، جب صبح ہوئی تب میں نے اسے دنانیر دکھائے، تمام واقعہ بتایا پھر میں نے ایک زمین خریدی جس کے اناج اور غلے سے الحمدللہ اچھی زندگی گزر رہی ہے، اللہ تعالی نے شیخ معروف کرخی کی برکت سے ہماری پریشانیوں کو دور کردیا۔

ابن شیرویہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص شیخ معروف کرخی کے پاس آکر عرض کرنے لگا: حضور! گزشتہ شب میرے یہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی ہے، میں آپ کے پاس حصولِ برکت کے لئے آیا ہوں، فرمایا: بیٹھو! اللہ تمہیں عافیت عطا کرے، سو بار ماشاء اللہ پڑھو! اس نے پڑھ لیا، آپ نے فرمایا اور سو مرتبہ پڑھو! یہاں تک کہ اس نے پانچ سو دفعہ پڑھا، جب پانچ سو کا عدد پورا ہوا تو بی بی زبیدہ کا خادم ایک رقعہ اور تھیلی لے کر حاضر ہوا، کہنے لگا حضور! ملکہ زبیدہ آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتی ہیں اور پیغام دیا ہے کہ یہ تھیلی مسکینوں میں خرچ کردیں، آپ نے اس سے کہا یہ اس شخص کو دے دو! اس نے عرض کی

حضور! اس میں پانچ سو درہم ہیں، آپ نے فرمایا: اس نے بھی تو پانچ سو دفعہ ماشاء اللہ پڑھا ہے، پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر تم زیادہ پڑھتے تو ہم اور زیادہ دیتے۔

راوی موصوف ابن شیرویہ ہی کا بیان ہے کہ ہم شیخ معروف کرخی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، دریں اثنا ایک نابینا شخص آپ کے پاس آیا اور اپنی حاجت بیان کرنے لگا، آپ نے فرمایا: جاؤ! گھر جاؤ اللہ تمہیں عافیت عطا کرے! اور ''ماشاء اللہ کان'' پڑھتے جانا، چنانچہ وہ نابینا شخص اپنے راہ نما کے ساتھ چلا، جب قنطرہ معبدی (بغداد کے ایک محلے کا نام) پہنچا، تو اس نے دیکھا کہ پیچھے سے کوئی سوار اسے رکنے کے لیے کہہ رہا ہے، وہ رکا تو سوار نے آ کر ایک تھیلی دی اور چلا گیا، اس نابینا شخص نے اپنے ہادی سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ اس میں دینار نکلے، وہ نابینا واپس پلٹا کہ شیخ معروف کرخی کو یہ خوشخبری سنائے، جب وہ دونوں واپس شیخ معروف کرخی کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: جب تمہاری حاجت پوری ہو گئی تو واپس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ جاؤ! اللہ تمہیں عافیت عطا کرے اور کہو! ماشاء اللہ کان۔

ابو الحجاج مقری فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی اور میں بالکل تہی دست تھا، میں شیخ معروف کرخی کے پاس گیا اور عرض کی: حضور! میرے یہاں ایک نومولود ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے! آپ نے فرمایا: میرے بھائی! اللہ سے دعا کرو، اتنا کہہ کر وہ دعا کرنے لگے اور میں آمین کہنے لگا، پھر میں نے دعا کی اور انہوں نے آمین کہا، جب کافی وقت بیت گیا تو میں آہستہ سے وہاں سے اٹھ کر چلا آیا، ابھی راستے ہی میں تھا کہ پیچھے سے ایک گھوڑ سوار نے مجھے آواز دی، میں رکا تو اس نے آ کر مجھے ایک تھیلی تھمائی اور کہا: شیخ ابو محفوظ نے کہا ہے کہ اسے مطلوبہ حاجت میں خرچ کرنا! جب میں نے وہ تھیلی کھولی تو اس میں ایک سو دینار تھے۔

محمد بن خلف بن مرزبان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ہم شیخ معروف کرخی کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، اتنے میں ایک شخص اپنے اونٹ سمیت آیا اور کہنے لگا: حضور! یہ میرا اونٹ ہے، میں کثیر العیال ہوں، اسی اونٹ پر سب کا گزارہ ہے، اب یہ اونٹ تین دن سے پیشاب نہیں کر رہا، آپ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کی: میں

چاہتا ہوں کہ آپ اللہ سے میرے لیے دعا کریں، خلف بن مرزبان کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے بھائی کے لیے دعا کرو! اللہ تعالی اس کی مشکل آسان فرمائے! پھر آپ نے دست دعا دراز کیا اور ہم سب نے مل کر دعا کی، کچھ ہی دیر میں اونٹ نے پیر پھیلائے اور پیشاب کیا، شیخ خلف فرماتے ہیں کہ اکثر شیخ معروف کرخی یہ دعا فرمایا کرتے: اے وہ ذات جو اہل خیر کو خیر کی توفیق دیتی ہے، ان کی مدد کرتی ہے، ہمیں بھی خیر کی توفیق عطا فرما اور اس پر مدد فرما۔

صدقہ مقابری کا بیان ہے کہ میں شیخ معروف کرخی کے پاس تھا، ایک شخص آ کر کہنے لگا:

اے ابو محفوظ! میرا ایک اونٹ ہے، جو ہم سب کا ذریعۂ معاش ہے، تین دن سے اس نے پیشاب نہیں کیا ہے، اللہ سے دعا کریں کہ یہ مشکل آسان ہو! چنانچہ آپ کھڑے ہوئے، اونٹ کے شکم پر ہاتھ رکھا اور پڑھا: بسم اللہ میں تجھے ایک بے نیاز اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، جس کی نہ کوئی زوجہ ہے نہ بیٹا، یہ پڑھنا تھا کہ اونٹ کی بیماری دور ہوگئی۔

سیار بن منصور راوی ہیں کہ شیخ معروف کرخی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک لڑکے کو پکڑے ہوئے تھا اور اس لڑکے کی والدہ کا رو رو کر برا حال تھا، آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی یہ شخص میرے لڑکے کو چھوڑ نہیں رہا، اے اللہ! میری مدد کر، آپ نے اس شخص سے کہا: اسے چھوڑ دے! اس نے جواب دیا: اپنا کام کرو! تین بار آپ نے اسے متنبہ کیا اور ہر بار اس نے یہی جواب دیا کہ اپنا کام کرو! آپ نے کہا: یہی میرا کام ہے، اتنا کہہ کر اسے ایک ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ اس کے ہوش گم ہو گئے، دھڑام سے زمین پر آ رہا، پھر آپ نے اس عورت سے کہا اپنے بچے کو لے جاؤ! پھر اس شخص کے سرہانے بیٹھ گئے جب اس کو افاقہ ہوا تو آپ نے اس سے کہا دوبارہ ایسا کام کرو گے؟ اس نے کہا: نہیں۔

خلیل صیاد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرا بیٹا مفقود الخبر ہو گیا، میری بیوی کی حالت غیر ہو رہی تھی، میں شیخ معروف کرخی کے پاس آیا اور پریشانی بتائی تو آپ نے کہا: میں کیا مدد کر سکتا ہوں؟ میں نے عرض کی حضور! آپ دعا کریں کہ بچہ واپس مل جائے، آپ نے ارشاد

فرمایا: اے مولیٰ! یہ آسمان وزمین سب کچھ تیرا ہے، گم شدہ بچہ مل جائے، خلیل فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا محمد باب الشام پر حیران کھڑا تھا، میں نے اسے آواز دی اے محمد! اس نے کہا ابو جان! ابھی ابھی تو میں انبار میں تھا۔

ابو محمد ضریر کا بیان ہے کہ رنگ ریز مردویہ نے مجھے بلا بھیجا، میں گیا تو کہنے لگے کہ چند دنوں سے میرا لڑکا لا پتہ ہے، گھر کی عورتیں رو رو کر نڈھال ہو رہی ہیں، چنانچہ وہ مجھے شیخ معروف کرخی کے پاس لے گیا، آپ مسجد میں تھے، ہم نے سلام کیا، شیخ معروف کرخی نے پوچھا: ابوبکر! کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی حضور! کافی دنوں سے میرے لڑکے کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے، گھر کی خواتین پریشان ہیں، حضرت معروف کرخی نے دعا کی اے ہر شے کا علم رکھنے والے! اے وہ ذات جس پر کچھ پوشیدہ نہیں، اے وہ ذات جس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس لڑکے والے معاملے کو واضح فرما دے! آپ نے تین بار یہ دعا کی، پھر ہم چلے آئے، راوی کا بیان ہے کہ سپیدہ ءسحری نمودار بھی نہیں ہوا تھا کہ مردویہ کا قاصد بلانے آیا، میں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: لڑکا مل گیا ہے، میں جلدی جلدی اس کے گھر پہنچا، مردویہ اپنے لڑکے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، مردویہ نے مجھے دیکھتے ہی کہا سنو! تعجب خیز بات سنو! لڑکے کو اشارہ کیا تو لڑکا بتانے لگا: میں کوفہ میں تھا کہ اچانک دو انسان میرے پاس آئے اور مجھے کوفہ سے نکال کر کہا گھر چلے جاؤ! میں چلتا رہا، کھائے پیئے بغیر لگاتار چلتا رہا، تقیام کے کنویں کے پاس پہنچا تو دو درندوں کا سامنا بھی ہوا مگر وہ ساکت و مبہوت ہی کھڑے رہے، یہاں تک کہ میں گھر پہنچ آیا، اب مجھے کچھ کھلاؤ، زوروں کی بھوک لگی ہے۔

اسماعیل بن علی بن اسماعیل خطیب فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ ایک دفعہ شیخ معروف کرخی کی طبیعت شدید علیل ہوگئی، آپ کے کسی ہم سائے نے آپ کو ایک ایسے نصرانی راہب کے پاس جانے کا مشورہ دیا جس نے ماہر طبیب ہونے کے باوصف طب کو ذریعہ معاش نہیں بنایا تھا، جو بھی مریض اس کے پاس جاتا وہ صحت یاب ہوتا، مریض اس کے پاس قارورے میں اپنا پانی لے کر جاتا اور وہ راہب اس پانی سے مرض کی تشخیص کرتا تھا اور دوائی تجویز کرتا تھا، آپ کے ہم سائے نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا قارورہ لے کر

جاتا ہوں اور دیکھتے ہیں وہ کیا دوائی تجویز کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! غرض وہ قارورہ لے کر راہب طبیب کے پاس گیا، طبیب نے دیکھتے ہی کہا یہ پانی تمہارا نہیں ہے! اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی مگر طبیب جان گیا کہ یہ شیخ معروف کرخی کا پانی ہے، راہب نے کہا میں بھی ان کے پاس آنا چاہتا ہوں، ان کی باتیں بھی سننا چاہتا ہوں ساتھ ساتھ مرض کی تشخیص بھی ہو جائے گی اور دوائی بھی تجویز کر دوں گا، اس شخص نے کہا ٹھیک ہے! میں اجازت لے لیتا ہوں، وہ شخص واپس آیا اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی، چنانچہ راہب آپ کے گھر آیا، آپ دروازے پر کھڑے تھے، راہب کو دیکھ کر اندر چلے گئے، دروازہ بند کر لیا، راہب نے آپ کے پڑوسی سے کہا: کہ وہ چلے کیوں گئے؟ مجھ پر ان کو دیکھ اتنی ہیبت طاری ہو گئی تھی کہ اگر وہ کہتے اسلام لے آؤ! تو میں اسلام لے آتا، پڑوسی نے کہا: ہاں! مجھے پتہ ہے، وہ ایسے ہی رعب دار ہیں، رکو! میں پوچھ کر آتا ہوں، وہ اجازت لے کر گیا، آپ محراب میں تشریف فرما تھے، آپ کے ہم سائے نے کہا: حضور! آپ اندر کیوں چلے آئے جب کہ ہم اجازت لے کر آئے تھے؟ فرمایا: میں اسی کی طرف جانے کے لیے نکلا تھا کہ یہ پہنچ آیا، مجھے احساس ہوا کہ یہ میرے کام سے خود آیا تو اس کا میرے اوپر حق واجب ہو گیا، چنانچہ میں اس کی ہدایت کی دعا کے لیے اندر آیا، اس نے کہا: ہاں! وہ ابھی مجھے کہہ رہا تھا کہ اگر آپ اسے اسلام کی دعوت دیں تو وہ ابھی اسلام لے آئے! فرمایا ابھی لے آؤ! وہ ابھی مشرف بہ اسلام ہو جائے گا، چنانچہ راہب کو اندر لایا گیا، آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے جناب یعقوب کہتے ہیں کہ چچا جان شیخ معروف کرخی نے ایک دن مجھ سے کہا:

بیٹے! اللہ سے کچھ مانگنا ہو تو میرے وسیلے سے مانگ لینا!

بیسواں باب

عبادت وریاضت، کرامت وبزرگی کو چھپانے کے بیان میں

جناب ابوالعباس احمد بن یعقوب کہتے ہیں کہ مجھے شیخ معروف کرخی کے متعلق یہ بات پہنچی کہ لوگوں نے آپ سے کہا:

حضور! آپ تو پانی پر بھی چلا کرتے ہیں! آپ نے ارشاد فرمایا: پانی کہاں اور میں کہاں!!

مصنف (علامہ ابن جوزی) فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کی یہ بات تعریضا ہے، جس سے توریہ مقصود ہے، بات جھوٹ بھی نہ ہو اور کرامت چھپ بھی جائے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے بارے میں منقول ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ حضور! آپ تو جب بھی بغداد میں داخل ہوتے ہیں تب ایک دینار صدقہ کرتے ہیں! ارشاد فرمایا: تب تو دیناروں کی بہتات ہوگئی ہے۔

عبید بن محمد فرماتے ہیں میں نے شیخ معروف کرخی کو کبھی جمعہ کے دو خفیف سے نفل کے سوا علانیہ نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔

اکیسواں باب

شیخ معروف کرخی کے مختلف اخبار و آثار

شیخ معروف کرخی کے بھتیجے جناب یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا کا شیخ صدقہ بن ابراہیم اور اسود بن سالم سے مواخات کا رشتہ تھا، ان میں باہم سچی محبت و مودت قایم تھی، ایک بار ان دونوں زاہدوں نے میرے چچا سے کہا:

شیخ بشر بن حارث آپ سے رشتہ مواخات قایم کرنا چاہتے ہیں مگر وہ زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں کرتے، وہ ان تمام حقوق سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں جو اخوت کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں یعنی عیادت وغیرہ، اگر آپ یہ شرط منظور فرمائیں کہ آپ دونوں محض اللہ کے لیے ہی ملیں گے تو رشتہ مواخات قایم سمجھیں! شیخ معروف کرخی نے ان دونوں سے فرمایا: بخدا! میں جب کسی سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں تو اسے شب و روز میں ایک لمحہ خود سے جدا نہیں کرنا چاہتا، میری خواہش ہوتی ہے کہ وہ میرے ساتھ تمام نوافل ادا کرے، اتنا ہی نہیں اگر مجھے جنت میں جگہ ملے تو میں دعا کروں گا کہ مولیٰ! مجھ سے پہلے اسے جنت میں داخل کرے، کیوں کہ میں نے اس سے اللہ کے لیے محبت کی اور جو اللہ تعالی کے لیے محبت کرتا ہے اور اسی کے لیے نفرت کرتا ہے، اس کا ایمان مکمل ہوجاتا ہے، آپ نے فرمایا: میں ان کے اس پیغام مواخات کو قبول کرتا ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے مواخات فرمائی اور آپ کو دنیا میں بھی شریک کیا، علم سے حصہ دیا، جبریل امین جو دعا، ذکر و اذکار وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاتے حضور ان میں سے کچھ مولائے کائنات کو عطا فرماتے، میں اسے خلوت و جلوت میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں اور جان لو! جب عالم اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اہل ایمان کے دل اس کے لیے بچھ جاتے ہیں اور

جواللہ کے لیے کسی سے محبت کرے، محبوب پر اسے دعائیں دینا واجب ہوجاتا ہے، اپنی ملکیت کواس پر خرچ کرنا، اپنی ہر پسندیدہ چیز میں اسے شریک کرنا پڑتا ہے، بندہ جب محبت میں اس درجے مخلص ہوتا ہے تو مولیٰ اس کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرماتا ہے، ایک کودوسرے کے لیے شفیع بناتا ہے، ان کے دل نجات کے متعلق مطمئن کر دئے جاتے ہیں، انہیں رب کے احسانات پر تشکر کا جذبہ عطا کیا جاتا ہے، اس کا احساس دلایا جاتا ہے کہ یہ سب برکتیں اسی کے سبب ہیں، چنانچہ ان کے آخرت کے اعمال بڑھتے جاتے ہیں، دنیا کے رابطے کم زور پڑتے جاتے ہیں، محبت صاف وشفاف ہوجاتی ہے تو دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان موت کے وقت پچھلے اعمال کی صحت پر حسرت وغم سے چھٹکارا پاتا ہے۔

ابونصر فلاس کا بیان ہے کہ ابوجعفر راشدی میری دکان پر آئے اور رات کو اپنے یہاں بیٹے کی دعوت ولیمہ میں مدعو کرنے لگے، میں نے کہا: میں روزے سے ہوں، انہوں نے کہا: آپ کو تو مغرب بعد آنا ہے، دعوت مغرب بعد ہے اور سنو! میں ایک اور بات بتاؤں؟

میں ایک بار شیخ معروف کرخی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ کرخی کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب آئے، سلام کر کے بیٹھے، شیخ کرخی نے ان سے کہا: میں آپ کو دلیا کھلانا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: حضور! میں روزے سے ہوں، آپ نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ جو انسان ایک دن کے روزے کی نیت کرے پھر اپنے مسلمان بھائی پر چھپانے کے لیے افطار کرلے تو اس کے لیے ایک ہزار روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور اگر اس افطاری کے بدلے کئی دنوں کے روزوں کی نیت کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ایک لاکھ روزوں کا ثواب لکھتا ہے۔

جناب روح مقری کا فرماتے ہیں کہ ایک بار شیخ معروف کرخی وضو کرنے کے لیے بیٹھے، آپ نے کلام پاک اور کپڑا ایک طرف رکھا، اتنے میں ایک اجنبی عورت آئی آپ کا کپڑا اور کلام پاک اٹھایا اور چلتی بنی، شیخ معروف کرخی اس کے پیچھے گئے اور آواز دینے لگے بہن! آپ کو کلام پاک پڑھنا آتا ہے؟ ورنہ کلام پاک دے دیں اور کپڑے رکھیں، اس نے کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ آپ نے اس جالیا اور کلام پاک اس سے لے لیا، کپڑا چھوڑ دیا۔

شیخ محمد منصور طوسی بھی اسی قسم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ معروف ایک دن مسجد میں تھے، آپ کی چادر اور کلام پاک رکھا ہوا تھا، ایک شخص آیا اور اٹھا کے چل دیا، شیخ معروف کو احساس ہوا تو آپ اس کے پیچھے گئے اور کہا: بھائی! اللہ تیری پکڑ نہ کرے! چادر رکھ لو اور کلام پاک دے دو۔

عبید بن محمد وراق کا بیان ہے کہ شیخ معروف ایک سقے (پانی پلانے والا) کے پاس سے گزرے جو بلند آواز میں کہہ رہا تھا: رحم اللہ من شرب! اللہ میرے پاس سے پانی پینے والے پر رحم کرے، چنانچہ آپ نے اس سے پانی لے کر پیا، لوگوں نے پوچھا: حضور! آپ روزے سے نہیں تھے؟ فرمایا: کیوں نہیں! مگر میں اس کی دعا لینا چاہتا تھا۔

عبید بن محمد وراق سے ہی مروی ہے کہ ایک دفعہ شیخ معروف کرخی ایسے راستے سے گزر رہے تھے جس پر لکڑی ڈالی ہوئی تھی، آپ اس کے اوپر چلنے لگے، لوگوں نے پوچھا: بھلا اس کا کیا تک بنتا ہے؟ فرمایا: تاکہ کوئی دوسرا اس پر نہ چلے۔

شیخ محمد بن منصور طوسی فرماتے ہیں:

امین و مامون کے درمیان جنگ کے زمانے میں ایک شخص نے شیخ معروف کرخی سے کہا:

اے ابو محفوظ! آپ ان فتنے کے دنوں میں ایسے شہر میں اقامت پذیر ہیں؟ جواب دیا: مجھ سے بہتر انسان ان لوگوں سے بھی بدتر لوگوں کے ساتھ رہا ہے! فرعون کی بیوی فرعون کے ساتھ رہیں اور دعا کرتی رہیں: رب ابن الخ مولیٰ! میرے لیے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون سے، اس کے اعمال سے نجات دے، مجھے ظالموں سے نجات دے! نیز جب آپ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے جو فتنے کے زمانے میں ایک دوسرے سے قتال کر رہے تھے تو دعا کرتے مولیٰ! ان کی حفاظت وحمایت فرما! لوگوں نے کہا حضور! آپ ان لوگوں کے دعا کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر انہیں خدا کی حفاظت نصیب ہوگئی تو یہ جنگ ہی نہ کریں گے۔

غالباً یہ امین و مامون کی باہمی جنگ وجدال کا زمانہ تھا، جس سے بغداد کو شدید بد عنوانی اور نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

ابونعیم احمد بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے لکھی تحریر میں پڑھا کہ شیخ معروف کرخی سے کسی نے کہا:

حضور! میں نے آپ کے ساتھ بھلائی کی اس کا آپ نے شکریہ ادا نہیں کیا؟ فرمایا: اگر تیری بھلائی میں خلوص ہوتا تو میں ضرور شکرگزار ہوتا۔

شیخ سری سقطی فرماتے ہیں:

آج میں جو کچھ بھی ہوں وہ سب شیخ معروف کی برکتوں کا نتیجہ ہے، ایک بار میں عیدگاہ سے پلٹ رہا تھا کہ میری نظر شیخ معروف پر پڑی جو ایک پراگندہ حال بچے کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرمایا:

میں نے دیگر بچوں کو کھیلتے دیکھا جب کہ یہ لڑکا اداس کھڑا تھا، اسے کھیل میں دلچسپی نہیں تھی، میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ یتیم ہے، اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اب آگے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ فرمایا میں کھجوریں چن کر بیچوں گا تا کہ اس بچے کو نئے کپڑے دے کر اس کو خوش کر سکوں، میں نے کہا: اس بچے کو خوش کرنے کی ذمہ داری آپ مجھے دیں، میں اسے لے جاتا ہوں، آپ نے پوچھا: کیا واقعی تم اسے لے جا کر اس کی دل جوئی کرو گے؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: ٹھیک ہے، لے جاؤ! اللہ تمہارے دل کو غم دنیا سے بے نیاز کرے! حضرت سری سقطی فرماتے ہیں: اس دن سے میری نظر میں دنیا کی کوئی وقعت نہ رہی۔

بائیسواں باب

سفر میں عارفین واولیائے صالحین سے ملاقاتیں

یحیی بن حسن رازی راوی ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے ایک روداد سفر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ایک دن جنگل میں میں نے ایک نہایت حسین وجمیل، خوش پوش نوجوان دیکھا، خوبصورت چہرہ، بالوں میں لٹ نکلی ہوئی، سر پر سلک کپڑے کی چادر، سوتی کپڑے کی قمیص زیب تن کئے، اعلی قسم کے جوتوں پہنے تھے، مجھے بہت تعجب ہوا کہ جنگل میں یہ نوجوان اتنی بہترین حالت میں ہے، سلام ودعا کے بعد میں نے پوچھا: نوجوان! کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا: شہر دمشق سے، میں نے پوچھا: وہاں سے کب نکلے؟ کہا: آج صبح دن چڑھے، مجھے تعجب ہوا کہ وہاں سے دمشق کافی منزلوں پر تھا، پھر میں نے پوچھا: اور کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: مکہ معظّمہ، میں سمجھ گیا کہ یہ ضرور مردان غیب میں سے ہے، میں نے اسے الوداع کہا اور وہ چلتا بنا، تین سال گزر گئے، ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا اس نوجوان کے بارے میں اور اس کے معاملے کی نسبت گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، میں نے دروازہ کھولا تو وہی نوجوان میرے سامنے کھڑا تھا، میں نے اسے سلام کیا، خوش آمدید کہا، گھر میں عزت واحترام سے بٹھایا، مگر اب اس کی حالت دگرگوں تھی، دنیا سے الگ تھلگ، حواس باختہ، دیوانہ نظر آرہا تھا، برہنہ سر، ننگے پاؤں اون کا جبہ پہنے تھا، میں نے پوچھا: قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے استاذ! پہلے تو نرمی وملاطفت سے اس نے مجھے جال میں پھانس لیا، جب میں پھنس گیا تو اس نے پھینک دیا، اب کبھی تو نرمی کا برتاؤ کرتا ہے کبھی

دھمکیاں ملتی ہیں اور کبھی ڈراتا ہے، جب کہ کبھی انعام واکرام بھی دیتا ہے، اب بس وہ مجھے اپنے دوستوں کے اسرار ورموز سے واقف کردے اس کے بعد جو چاہے کرے! شیخ معروف کرخی فرماتے ہیں اس کی باتوں نے مجھے رلا دیا، میں نے کہا: اچھا! ہماری ملاقات کے بعد کی کچھ واردات بتاؤ! تم پر کیا گزری؟ اس نے کہا: ارے وہ سب باتیں کہاں چھیڑ رہے ہیں، وہ ان احوال کو چھپانا چاہ رہا تھا، البتہ میرے آقا معروف میرے سید میں جب آپ کی طرف آرہا تھا تب اس نے کیا کیا وہاں سے شروع کرتا ہوں، اتنا کہہ کر وہ زاروقطار رونے لگا میں نے پوچھا: اس نے کیا کیا؟ کہنے لگا: پہلے تو اس نے مجھے تیس دن بھوکا رکھا، اس کے بعد میں ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جس میں کھیرے (ککڑی سے مشابہ) زیادہ اگتے ہیں، لوگوں نے کرم خوردہ کھیرے کانٹ چھانٹ کر الگ پھینک دیئے تھے، میں وہیں بیٹھ کھیرے کھانے لگا، وہیں سے متصل کھیرے والی زمین کے مالک نے مجھے دیکھ لیا اور آ کر میرے پیٹھ اور پیٹ پر مارنے لگا اور کہتا جا رہا تھا: کم بخت چور! تو نے ہی میرے کھیرے کی کھیتی کو برباد کیا ہے، کتنے دنوں سے تیری تلاش میں ہوں، آج جا کے ہاتھ لگا ہے، وہ مجھے مارے جا رہا تھا دریں اثنا ایک تیز رفتار گھوڑ سوار کہیں سے آیا، اس شخص کے سر پر کوڑا لہرا کر کہا: اے ناسمجھ! تو ایک ولی کو مارتے جا رہا ہے اور اسے چور کہتا جا رہا ہے!! یہ دیکھ کر وہ شخص مجھے اپنے گھر لے گیا، میری خوب تعظیم وتوقیر کی، اپنی تمام چیزوں پر مجھے اختیار دیا اور کھیرے والی پوری زمین اس نے فی سبیل اللہ اصحاب معروف کے لیے وقف کردی، جب میں نے اس سے آپ کا نام سنا تو میں نے کہا ذرا! مجھے شیخ معروف کی شخصیت کے بارے میں کچھ بتانا! اس نے مجھے کچھ باتیں بتائیں تو میں پہچان گیا کہ آپ وہی ہیں جن سے میں جنگل میں ملا تھا، شیخ معروف فرماتے ہیں کہ ابھی یہ باتیں چل ہی رہی تھیں کہ وہ کھیرے والی زمین کا مالک بھی آپہنچا، وہ ایک مالدار انسان تھا، اس نے اپنا تمام مال نکالا اور فقیروں محتاجوں میں تقسیم کردیا اور اس نوجوان کی صحبت میں ایک سال رہا، پھر دونوں حج کے ارادے سے نکلے اور مقام ربذہ میں دونوں کا انتقال ہوگیا۔

شیخ معروف کرخی کے اصحاب راوی ہیں کہ:

شیخ معروف نے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وادی مرج دیباج میں میری

ملاقات ایک شخص سے ہوئی ،جس کے پاس کوئی ساز وسامان نہ تھا اور وہ چلے جا رہا تھا، میں اس کے قریب گیا،سلام ودعا کے بعد پوچھا: اللہ تم پر رحم فرمائے! کہاں جا رہے ہو؟ بولا میں نہیں جانتا کہ کہاں جا رہا ہوں ، میں نے کہا: ارے بھلے مانس! کیا تم نے کبھی ایسا انسان دیکھا ہے جو چلے جا رہا ہو مگر اسے خبر نہ ہو کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا میں انہیں میں سے ایک ہوں، میں نے پوچھا: اچھا! تب ارادہ کہاں جانے کا ہے؟ اس نے کہا: مکہ معظّمہ، میں نے کہا ارادہ مکہ جانے کا ہے اور کہاں جا رہے ہو یہ نہیں پتہ؟

اس نے کہا ہاں! مگر اس کی وجہ بھی ہے، کتنی بار میں مکہ معظّمہ جانے کے ارادے سے نکلا اور اس نے مجھے طرطوس سے ہی لوٹا دیا، جب کہ بسا اوقات طرطوس جانا چاہتا ہوں اور وہ مکہ پہنچا دیتا ہے، کبھی کبھی بصرہ جانے کے لیے نکلتا ہوں اور عبادان سے ہی واپسی کر دی جاتی ہے، میں نے پوچھا: ذریعہ معاش کیا ہے؟ اس نے کہا: جیسے وہ چاہے، کبھی کھانا موجود ہوتا ہے اور بھوکا رکھتا ہے جب کہ کبھی کھانا نہیں ہوتا اور شکم سیر کر دیتا ہے، کبھی مسند عزت پر بٹھاتا ہے اور کبھی ذلت سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے، کبھی خود کو چور چور کی آوازوں میں گھرا پاتا ہوں، کبھی سنواتا ہے کہ روئے زمین پر تو سب سے بڑا شریر ہے اور کبھی مجھ سے کہا جاتا ہے کہ خطہ زمین پر تیری مثال نہیں، تجھ سے بڑا زاہد کوئی نہیں، کبھی نرم و گداز بستر پر سلاتا ہے تو کبھی مجھے اپنی بارگاہ سے بھگا کر کسی میدان تیہ میں حیران و سرگرداں چھوڑ دیتا ہے، قبرستانوں اور تابوتوں میں سونا پڑتا ہے، میں نے پوچھا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے! وہ کون ہے جو تیری یہ حالت کرتا ہے؟ اس نے کہا: اور کون؟ مولی عزوجل! مولی نے مجھے ایسے بے کراں سمندر میں ڈال دیا ہے جس کی کوئی تھاہ نہیں، کوئی کنارا نہیں، اتنا کہہ کر دھاڑیں مار کر رونے لگا، مجھ کو اس کے حال زار پر رحم آیا اور میں بھی رونے لگا، پھر میں نے ہر طرف سے چیخ و پکار سنی حالاں کہ ظاہری طور پر وہاں کوئی مونس و غم خوار نہیں تھا، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے! میں تمہارے سوا کسی اور کے رونے کی آوازیں بھی سن رہا ہوں؟ اس نے کہا ہاں! یہ میرے ہم راز جن ہیں، جب بھی میں روتا ہوں یہ بھی روتے ہیں، شیخ معروف کرخی فرماتے ہیں مجھ پر جو رقت کی کیفیت طاری ہوئی تھی وہ اس تعجب سے زائل ہوگئی، میں اپنے آپ کو کم تر محسوس کرنے لگا پھر میں نے اس سے جا کے پوچھا: مجھے بتاؤ یہ سب کیسے ہوا؟ اتنا سنتے ہی وہ بری

طرح چونکا اور چلا کر کہا: اے چور! تو میرے اور میرے آقا کے درمیان مداخلت کرتا ہے!! نہیں اس کی عزت کی قسم! یہ سب تو میں اسے ہی بتاؤں گا، یہ کہہ کر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تئیسواں باب

بیماری، وفات، تاریخ وفات اور وصیت کا بیان

ابوبکر زجاج کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی سے جب ان کے مرض الموت میں کہا گیا کہ:

حضور! وصیت فرما دیجئے! فرمایا: میں مرجاؤں تو میری یہ قمیص بھی صدقہ کر دینا، میں دنیا سے ویسے ہی جانا چاہتا ہوں جیسے دنیا میں آیا تھا۔

تاریخ وفات:

ابوالعباس احمد یحیی ثعلب فرماتے ہیں:

شیخ معروف کرخی کا وصال سن دوسو ہجری میں ہوا۔

ابوالحسین ابن منادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا جان سے سنا کہ ہم سن دوسو ہجری میں شیخ ابوالنضر کے پاس بیٹھے وعظ و نصیحت سماعت کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر شیخ معروف کرخی کے وصال کی خبر سنائی، شیخ ابوالنضر یہ خبر سن کر کافی سنجیدہ ہو گئے اور ہم سب سے کہا چلو! فوراً ہم سب ان کی جنازے میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے۔

عبدالرزاق بن منصور فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی کا وصال دوسو ایک ہجری میں ہوا، جب کہ محدث یحیی بن ابوطالب کا کہنا ہے کہ آپ کا وصال دوسو چار ہجری میں ہوا، ابو بکر خطیب بغدادی کا کہنا ہے کہ صحیح قول دوسو ہجری کا ہے۔

ابوعبداللہ احمد بن ہارون فرماتے ہیں کہ مشہور شاعر ابونواس کا جنازہ اور شیخ معروف

کرخی کا جنازہ دونوں ایک ساتھ نکلے، لوگ شیخ معروف کرخی کے جنازے میں شریک ہوئے جب کہ ابونواس کے جنازے میں صرف ایک شخص تھا، پھر جب لوگ شیخ معروف کرخی کے جنازے سے لوٹ رہے تھے تو انہوں نے ابونواس کا جنازہ دیکھا اور پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ کہا گیا کہ حسن بن ہانی کا، لیکن کسی نے دل چسپی نہیں لی، کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا کہ ایک شخص نے بلند آواز میں کہا: کیا ہم میں اور اس میں دین اسلام مشترک نہیں ہے؟ کیا پتہ اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہو؟ اس کو اللہ رحمت سے ناامید مت کرو! لوگ یہ سن تمام کے تمام لوٹ آئے اور نماز جنازہ پڑھی۔

ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن دوشب فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی اور شاعر ابونواس دونوں کا وصال ایک دن میں ہوا، امام محمد بن حسن شیبانی اور کسائی کا وصال ایک دن میں ہوا، جب کہ شیخ شبلی اور علی بن عیسی وزیر بھی ایک ہی دن میں وفات پائے۔

مصنف کتاب علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ:

یہ دونوں روایتیں اگرچہ یہ بیان کر رہی ہیں مگر قول صحیح یہی ہے کہ ابونواس کا وصال شیخ معروف کرخی سے پانچ سال پہلے ہو گیا تھا۔

ابوعبدالرحمان سلمی کا کہنا ہے کہ:

شیخ معروف کرخی حضرت علی بن موسی رضا کی دربانی کرتے تھے، ایک بار بھیڑ کافی جمع ہوگئی، جس کی وجہ سے آپ کی پسلی ٹوٹ گئی اور آپ کا وصال ہو گیا، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے، نیز یہ بات تاریخ سے واضح ہے کہ شیخ معروف کرخی ایک مسجد میں گوشہ نشیں ہو گئے تھے، دربانی نہیں کرتے تھے، علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ اپنے شیخ ابو الفضل حافظ ابن ناصر کو سنائی تو انہوں نے کہا یہ حکایت یکسر غلط اور بے بنیاد ہے، اہل نقل اسے کچھ اہمیت نہیں دیتے۔

نماز جنازہ میں شرکا کی تعداد:

قبیلہ بنو اسد کی ایک شاخ نصر بن قعین سے ایک شخص ابوالقاسم نصری کا بیان ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ:

شیخ معروف کرخی کی نماز جنازہ تین لاکھ لوگوں نے ادا کی، یہ نظارہ دیکھ کر ایک

راہب اپنے دیر سے نکل آیا اور بولا:
اگر تم بھی ایسی زندگی جیو تو تمہیں بھی ایسی موت ملے گی۔

❁❁❁

چوبیسواں باب

آپ کے خوابوں کے بیان میں

شیخ حسن بن علویہ کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی کے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا جو نشے کا عادی تھا، فحش گو تھا، جس کی وجہ سے شیخ معروف کرخی کو تکلیف پہنچتی تھی، آپ اسے ملامت کرتے، نصیحت کرتے بیٹا! اپنے خوبصورت چہرے کو آتش دوزخ سے بچاؤ! مگر وہ سرکشی و نافرمانی میں آگے ہی بڑھتا جارہا تھا، ایک دن کسی نے آکر خبر دی حضور! وہ نوجوان نشے کی حالت میں مرگیا، یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے، دعا کی مولیٰ! اس کی مغفرت فرما! اسی رات آپ نے خواب میں اس نوجوان کو دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا مجھے بخش دیا، آپ نے پوچھا کس عمل کی وجہ سے؟ اس نے کہا ایک شعر میری مغفرت کا سبب بنا، جس کو اپنی قبر کی تختی پر لکھنے کی میں نے وصیت کی تھی، صبح شیخ معروف کرخی اس قبر پر تشریف لے گئے وہاں مزار کے سرہانے تختی پر یہ شعر مرقوم تھا:

حسن ظنی بك یا رحمن جرانی علیکا

فارحم اللهم عبدا صار رهنا فی یدیکا

ترجمہ:

اے رحمان! تیری ذات سے حسن ظن نے مجھے جری بنادیا تھا،

مولیٰ بندہ تیرے رحم وکرم کے حوالے ہے رحم فرما!

ابن شجاع کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی کے اصحاب میں سے ایک کا بیان ہے کہ شیخ معروف کرخی نے مجھ سے کہا کہ:

قاضی القضاۃ قاضی ابو یوسف بیمار ہیں، میں چاہتا ہوں کہ تم ان کے گھر جاؤ! اگر

ان کا انتقال ہوجائے تو مجھے خبر کرنا، میں ان کے گھر جارہا تھا محلہ دار رقیق کے دروازے پر پہنچا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں قاضی ابو یوسف کا جنازہ آرہا ہے، میں سمجھ نہیں پایا کہ انہیں خبر دینے جاؤں یا جنازے میں شرکت کروں خیر میں نے جنازے میں شرکت کی پھر شیخ معروف کرخی کو خبر دی تو آپ کو بہت ملال ہوا اور بہت افسوس کرنے لگے، بار بار کلمہ استرجاع پڑھتے، میں نے عرض کی اے ابو محفوظ! ایک جنازے میں عدم شرکت پر اتنا رنج وملال؟ ارشاد فرمایا: عالم رویا میں گویا کہ میں جنت میں ہوں کہ ایک محل دیکھتا ہوں ضخیم عمارت، کنگرے لگے ہوئے، دیواریں آراستہ مزین، دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے غرض کہ پوری طرح سے تیار محل، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: قاضی ابو یوسف کا ہے، میں نے کہا: یہ انہیں کس عمل کے صلہ میں ملا؟ انہوں نے کہا:

لوگوں کو بھلائی سکھانے یعنی فقہ سکھانے اور اس پر حرص کے بدولت اور لوگوں نے اس پر جو انہیں اذیت پہنچائی۔

نصر بن بسام وغیرہ احباب نے کہا کہ ہم ابو محفوظ کرخی کے پاس آئے آپ نے ہم سے کہا:

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ ہشیم (ایک ثقہ محدث ہیں) سے کہہ رہے تھے: اللہ تعالی میری امت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، ابن بسام کہتے ہیں: کہ میں نے کہا کہ کیا آپ نے ہشیم کو دیکھا تھا، انہوں نے فرمایا: ہاں! دیکھا تھا، ہشیم بہتر تھے، اپنے گمان سے زیادہ بہتر تھے، اللہ تعالی ہشیم سے راضی ہو۔

محمد بن شعیب فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی ہشیم کو میری امت کی طرف سے بدلہ عطا فرمائے۔

پچیسواں باب

خواب جن میں آپ دیکھے گئے

ابوبکر بن خیاط فرماتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں خود کو ایک قبرستان میں پایا، جہاں صاحب قبر اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے تھے، سامنے رزق رکھا ہوا تھا، تبھی میں نے شیخ ابومحفوظ معروف کرخی کو دیکھا جو وہاں آمد و رفت کر رہے تھے، میں نے پوچھا اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے نا؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر یہ شعر پڑھا:

موت التقی حیاۃ لا نفاد لها

قد مات قوم وهم فی الناس احیاء

ترجمہ:

پرہیز گار کی موت ایک حیاتِ جاوداں ہے،

جب کہ ایک گروہ ایسا بھی ہے کہ چل پھر رہا ہے مگر مردہ ہے۔

علی بن موفق کا بیان ہے کہ:

عالمِ خواب میں مجھے جنت میں لے جایا گیا، وہاں میں نے تین لوگوں کو دیکھا، ایک شخص دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، جس کو کھلانے پلانے کی ذمے داری پر دو فرشتے مقرر ہیں، ایک کھانا کھلاتا ہے دوسرا پانی پلاتا ہے، دوسرے شخص کو دیکھا جو جنت کے دروازے پر کھڑا غور سے لوگوں کے چہروں کو دیکھ دیکھ کر انہیں جنت میں داخل کر رہا تھا، تیسرا انسان جنت کے بیچ میں کھڑا ہو کر عرش کی طرف نظریں اٹھائے رب کے جلوؤں کے مشاہدہ میں مگن تھا، میں دربانِ جنت حضرت رضوان کے پاس آیا، ان سے ان تینوں ہستیوں کے متعلق پوچھا، انہوں

نے فرمایا: پہلے جو دسترخوان پر بیٹھے ہیں وہ حضرت بشر حافی ہیں جو دنیا سے بھوکے پیاسے تشریف لائے تھے، جنت کے بیچ جو کھڑے ہیں وہ حضرت معروف کرخی ہیں جنھوں نے رب کی عبادت اس کے شوقِ دیدار میں کی، تو انہیں دیدارِ الٰہی نصیب ہوا، تیسرے دروازے پر جو کھڑے ہیں وہ حضرت امام احمد بن حنبل ہیں، اللہ تبارک وتعالی نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ اہل سنت کے چہرے دیکھتے جائیں اوران کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرتے جائیں۔

شیخ حسن انصاری کا بیان ہے کہ:

میں نے خواب میں شیخ معروف کرخی کو دیکھا، گویا کہ وہ عرش کے نیچے ہیں اور اللہ تبارک وتعالی فرشتوں سے فرمارہا ہے کہ یہ عرش کے نیچے کون ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: باری تعالی! تو زیادہ جاننے والا ہے، یہ معروف ہیں جو تیری محبت کے نشے میں مست ہیں، تیرے دیدار سے ہی ان کو افاقہ ہوگا۔ عبداللہ بن سعید انصاری نے بھی یہی خواب دیکھا، شیخ سری سقطی نے بھی خواب میں اسی طرح شیخ معروف کرخی کو عرش کے نیچے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ یہ کون ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مولا تو علیم وخبیر ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ یہ معروف کرخی ہے، میری محبت کے نشے میں مدہوش ہے، میری ملاقات ہی سے اسے ہوش آئے گا۔

ابو العباس احمد بن یعقوب فرماتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی کسی کے خواب میں آئے، اس نے احوال دریافت کئے، آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی نے میرے لیے جنت مباح فرمادی، البتہ میرے دل میں ایک حسرت رہ گئی کہ میں دنیا سے چلا آیا اور شادی نہیں کی، کاش شادی کرلیتا۔

ابو جعفر سقا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر بن حارث اور شیخ معروف کرخی کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا: کہاں رہتے ہو؟ بولے جنت الفردوس میں اور موسی کلیم اللہ علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوگیا۔

چھبیسواں باب

شیخ معروف کرخی کے لیے دیکھے گئے خواب

احمد بن فتح کا بیان ہے:

میں نے خواب میں شیخ بشر بن حارث کو دیکھا، آپ جنت میں ایک باغ میں بیٹھے تھے سامنے پر تکلف دستر خوان بچھا تھا اور اس میں سے آپ تناول فرما رہے تھے، میں نے ان سے کہا: اے ابونصر! اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے میری مغفرت فرمائی، مجھ پر رحم فرمایا اور پوری جنت میرے لیے مباح فرما دی، مجھ سے میرے رب نے فرمایا: اس کے تمام میوہ جات، پھلوں سے کھاؤ! اس کی نہروں سے پیئو! اس میں موجود ہر نعمت کا لطف اٹھاؤ! وہ تمام نعمتیں اور خواہشات جن سے تم نے دنیا میں خود کو روکے ہوا تھا، میں نے کہا اے ابونصر! اللہ آپ کے مراتب و درجات اور بڑھائے! آپ کے دینی بھائی امام احمد بن حنبل کا کیا حال ہے؟ فرمایا: وہ جنت کے دروازے پر کھڑے ان اہل سنت کی لیے شفاعت کر رہے ہیں جو خلق قرآن کا قول نہیں کرتے تھے، میں نے کہا: معروف کرخی کا کیا قصہ ہے؟ انہوں نے سر کو جنبش دی اور کہا ہائے افسوس! ہمارے اور ان کے درمیان بہت سارے حجاب حائل ہیں، معروف جنت کی خواہش یا جہنم کی ڈر سے رب کی عبادت نہ کرتے تھے بلکہ مولیٰ کی محبت اور اس کی طلب میں عبادت کرتے تھے، اللہ تعالی نے انہیں رفاقت اعلی کے مقام پر فائز کیا ہے، شیخ معروف کے لیے تریاق مقدس سے حجاب اٹھا دیئے گئے ہیں، اب کسی کو اگر کچھ مانگنا ہو تو شیخ معروف کرخی کی قبر پر جا کر دعا کرے ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

عبید بن محمد وراق فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص ارض شام سے شیخ معروف کرخی کے پاس آیا انہیں سلام کیا اور کہنے لگا کہ مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ شیخ معروف کرخی کے پاس جاؤ! انہیں سلام کرو! کہ جس طرح وہ زمیں والوں میں معروف ہیں ویسے ہی آسمان والوں میں بھی معروف ہیں۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ:

ایک دوست کے ذریعے یہ بات ہم تک پہنچی، ایک شخص کے بھائی کا انتقال ہوگیا، ایک سال کے بعد اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: بھائی! اللہ تعالی نے کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: ہم آج سے آزاد کردیئے گئے ہیں، ہماری قبروں سے متصل ہی شیخ معروف کرخی دفن کئے گئے ہیں، ان کی نسبت سے تیس ہزار ان کے دائیں سے، تیس ہزار بائیں سے، اتنے ہی سامنے اور پیچھے سے آزاد کئے گئے ہیں۔

شیخ علی بن موفق فرماتے ہیں کہ:

میں کچھ اوراد و وظائف رات میں کیا کرتا ہوں، ایک بار شب جمعہ تھی، میں اٹھا ورد کیا اور سوگیا، عالم خواب میں مجھے جنت میں لے جایا گیا،، وہاں میں نے تین لوگوں کو دیکھا، ایک شخص دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، جس کو کھلانے پلانے کی ذمے داری پر دو فرشتے مقرر ہیں، ایک کھانا کھلاتا ہے دوسرا پانی پلاتا ہے، دوسرے شخص کو دیکھا جو جنت کے دروازے پر کھڑا غور سے لوگوں کے چہروں کو دیکھ دیکھ کر انہیں جنت میں داخل کررہا تھا، تیسرا انسان جنت کے بیچ میں کھڑا ہوکر عرش کی طرف نظریں اٹھائے رب کے جلوؤں کے مشاہدہ میں مگن، پلکیں تک نہیں جھپکاتا، میں دربانِ جنت حضرت رضوان کے پاس آیا، ان سے ان تینوں ہستیوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں جنہیں جنت میں بھی اتنی فضیلتیں دی گئی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ تمہارے وہ بھائی ہیں جنہوں نے گناہوں سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں ہونے دیا اور اسی حالت میں رب کے پاس آئے، میں نے کہا اور تفصیل بتائیں؟ انہوں نے کہا: پہلے جو دسترخوان پر بیٹھے ہیں وہ حضرت بشر حافی ہیں، جنہیں جب سے شعور ملا تب سے خوفِ الٰہی سے کبھی انہوں نے شکم سیر ہوکر نہ کھایا اور نہ ہی پوری طرح سیرابی کی جس کے بدلے اللہ تعالی نے انہیں کھلانے پلانے پر دو فرشتے مقرر کردیئے، جنت کے بیچ جو کھڑے ہیں وہ حضرت معروف کرخی ہیں جنہوں نے رب کی عبادت نہ تو خواہشِ ارم سے کی اور نہ

خوفِ دوزخ سے بلکہ رب کے شوقِ دیدار میں کی ،تو انہیں دیدارِالٰہی نصیب ہوا،اور ان کی نظروں کو تاب عطا کی گئی ،تیسرے دروازے پر جو کھڑے ہیں وہ اپنے قول میں صادق، دین میں پرہیز گار ابوعبداللہ حضرت امام احمد بن حنبل ہیں ،اللہ تبارک وتعالی نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ اہل سنت کے چہرے دیکھتے جائیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرتے جائیں۔

ستائیسواں باب

آپ کے مزار کی زیارت، مزار پر دعا کی قبولیت

آپ کا مزارِ مبارک بغداد میں ظاہر ومشہور ہے، قریب ہی آپ کے بھائی شیخ حسن کی قبر ہے اور ان سے متصل آپ کے بھتیجے شیخ محمد بن حسن کی قبر شریف ہے۔

شیخ ابراہیم حربی فرمایا کرتے کہ:

شیخ معروف کرخی کی قبر مبارک آزمودہ تریاق ہے۔

مجاب الدعوۃ شیخ ابوالفضل عبیداللہ بن عبدالرحمان زہری فرماتے ہیں:

شیخ معروف کرخی کی قبر مبارک قضاءِ حاجات کے لیے مجرب تریاق کی حیثیت رکھتی ہے، جو کوئی آپ کی قبر انور کے پاس سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر رب سے من چاہی مراد مانگیں، اللہ تعالی عطا فرمائے گا۔

شیخ ابوعبداللہ ابن محاملی کا بیان ہے کہ:

میں ستر سال سے دیکھ رہا ہوں کہ جو بھی پریشان حال، مصیبتوں کا مارا شیخ معروف کرخی کے مزار پر آتا ہے اللہ تعالی اس کے غموں کو دور کر دیتا ہے۔

حمد بن عباس شامی فرماتے ہیں:

میں بغداد سے حج کے ارادے سے نکلا، سفر کے دوران جنگل میں ایک اجنبی شخص مل گیا، چہرے مہرے سے عبادت وریاضت کے آثار نمایاں تھے، مجھ سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: بغداد سے، وہاں فسق وفجور اور فتنہ فساد اتنا پھیل گیا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں بغداد اہل بغداد سمیت زمین میں دھنسا نہ دیا جائے، اس لیے میں الوداع

کر کے چلا آیا، اجنبی شخص نے کہا: اندیشہ نہ کیجیے! بغداد میں چار ایسے اللہ والوں کی قبریں ہیں، جو تمام آفات وبلیات سے بغداد کی حفاظت کے لیے قلعہ کی حیثیت رکھتی ہیں، میں نے کہا کون سے چار؟ فرمایا:

احمد بن حنبل، معروف کرخی، بشر بن حارث اور منصور بن عمار، چنانچہ میں نے پھر بغداد کا رخ کیا اور ان مبارک قبروں کو کی زیارت کی، اس سال حج نہ کر پایا۔

بعض مشائخ کا بیان ہے کہ انہوں نے سیف بن عمر تمیمی کی ایک کتاب ''الفتوح'' ایک عالم کی تحویل میں حفاظت کی غرض سے دی اور خود فتنے کے دنوں میں اکاون ہجری میں مصر روانہ ہو گئے، خود کہتے ہیں کہ جب میں لوٹا اور کتاب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ کتاب تو ایامِ فتنہ میں ضائع ہو گئی، مجھے شدید مایوسی ہوئی اور بڑا رنج ہوا، کچھ سال بیت گئے، ایک دن میں شیخ معروف کرخی کے مزار پر حاضر ہوا اور ان کے وسیلے سے کتاب کے محفوظ ہونے کی دعا کی، ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی، میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: فلاں کا قاصد ہوں، یہ آپ کے کتاب لیجئے! آج جب وہ اپنی کتابوں کو دیکھ رہے تھے تب کتابوں کے درمیان سے آپ کی یہ کتاب نکل آئی، سیف فرماتے ہیں: کتاب پوری کی پوری محفوظ تھی۔

❁❁❁

آخر الجزء الثانی من مناقب معروف واخبارہ وھو آخر الکتاب،
والحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم
تسلیما کثیرا

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن-
ایک مختصر تعارف

رجب المرجب 1431 ہجری/ جون 2010ء میں مدینۃ الاولیاء حیدرآباد دکن میں **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن** کا قیام عمل میں آیا۔ بانی ادارہ، بشارت علی صدیقی اشرفی کی تحریک، محنت و کاوش کے زیراہتمام ادارہ علمی و تحقیقی کام کر رہا ہے، بے شمار نوادرات اہل سنت پر کام ہو رہا ہے، نیز اکابرین آئمہ دین کے کئی ایک علمی کتب کا عربی سے اردو میں پہلی بار ترجمہ کروایا گیا ہے۔

ادارے کے چار اہم شعبے ہیں:

1-شعبہ تراجم کتب (عربی سے اردو)

2-شعبہ تصنیف وتالیف (جدید عنوانات پر)

3-شعبہ نوادرات اہل سنت (کتب اسلاف ہند)

4-شعبہ کتب محدث اعظم ہند و شیخ الاسلام کچھوچھوی۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ہونے والے علمی کام

1- شعبہ تراجم کتب (عربی سے اردو)

کُتب امام ابن ابی دنیا (م:281ھ):

1-**''اخلاص وحسن نیت''** (كتاب الإخلاص والنية)؛ مترجم: مولانا حسان رضا مصباحی

2-**''رضاوقضا''** (الرضا عن الله بقضائه)؛ مترجم: مولانا روشن رضا مصباحی۔

3-**''بردباری کی فضیلت''** (كتاب الحلم)؛ مترجم: مولانا ظہیرالدین مصباحی۔

4-**''اللہ پر بھروسہ کریں''** (التوكل على الله عزوجل)؛ مترجم: مولانا اظہر علی علیمی۔

5-**''عقل اوراس کی فضیلت''** (كتاب العقل وفضله)؛ مترجم: مولانا شمس تبریز اشرفی علیمی۔

6-**''تقویٰ اوراہل تقویٰ''** (كتاب الورع)؛ مترجم: مولانا محمد حفیظ الرحمٰن مصباحی۔

7-**''یقین اوراہل یقین''** (كتاب اليقين)؛ مترجم: محمد نجم الدین مصباحی۔

8-**''مقبول دعاوالے''** (كتاب مجابي الدعوة)؛ مترجم: مولانا محمد روشن رضا مصباحی۔

9-''**شیطان کا مکروفریب اور اس کا علاج**''(مکائد الشیطان)؛مترجم: مولانا محمد کہف الوری رضوی مصباحی-

کُتب امام سلمی شافعی (م:412ھ):

1-''**اربعین تصوف**''(کتاب الاربعین فی التصوف)؛مترجم: علامہ عبدالمالک مصباحی

2-''**نفس کی برائیاں**''(عیوب النفس)؛مترجم: مولانا سراج احمد قادری مصباحی۔

3-''**آداب زندگی**''(آداب الصحبہ وحسن العشرۃ)؛مترجم: مولانا رئیس اختر مصباحی

کُتب امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری (م:465ھ)

1-''**توبہ کا بیان**''(مُخْتَصَرٌ فِي التَّوْبَة)؛مترجم: مولانا آصف مصباحی۔

2-کتاب منثور الخطاب فی مشہور الابواب؛مترجم: مولانا آصف مصباحی۔

3-''**معراج رسول**''(کتاب المعراج)؛مترجم: مولانا محمد ذیشان یوسف مصباحی۔

کُتب امام ابن رجب حنبلی (م:795ھ):

1-''**اہل شریعت وطریقت کی پہچان**''(کشف الکربۃ فی وصف اھل الغربۃ)؛مترجم: مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

2-''**توحید اور کلمۂ اخلاص**''(تحقیق کلمۃ الاخلاص)؛مترجم: مولانا حفیظ الرحمن مصباحی

3-''**حرص جاہ ومال**''(ذم المال والجاہ)؛مترجم: مولانا آصف مصباحی۔

کُتب امام جلال الدین سیوطی شافعی (م:911ھ):

1-''**معجزہ رد شمس تحقیق کے آئینے میں**''(کشف اللبس فی حدیث رد الشمس)؛مترجم: مفتی رضاالحق اشرفی مصباحی-

2-''**افضلیت صدیق اکبر**''(الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق)؛مترجم: مولانا عارف منظری مداری ازہری-

3-''**فضائل سیدہ فاطمہ**''(الثغور الباسمہ فی فضائل الفاطمہ)؛مترجم: مولانا محمد شمشاد عالم مصباحی۔

4-''**ہمارا نام مسلمان کیوں؟**''(اتمام النعمۃ فی اختصاص الاسلام بھذہ الامۃ)؛ مترجم: مولانا احمد رضا مصباحی-

5-''**مقامات اولیاءاللہ**''(الخبر الدال علی وجود القطب و الاوتاد والنجباء والابدال)؛

مترجم: مولانا عارف منظری مداری ازہری۔

6-''**صلوٰۃ وُسطٰی کی تحقیق**''(الید البسطی فی تعین الصلاۃ الوسطی)؛مترجم: مولانا غوث رضا برکاتی مصباحی۔

7-''**فضائل ذکروذاکرین**''(اعمال الفکر فی فضل الذکر، نتیجۃ الفکر فی الجھر بالذکر، الدر المنظم فی الاسم الاعظم)؛مترجم: مفتی رضاالحق اشرفی مصباحی۔

8-''**رزق میں برکت کے نبوی وظائف**''(حصول الرفق باصول الرزق)؛ مترجم: فضیلۃ الاستاذ مفتی اعجاز احمد قادری۔

9-''**دعائیں کیسے قبول ھوں؟**''(سھام الاصابۃ فی دعوات المستجابۃ)؛ مترجم: فضیلۃ الاستاذ مفتی اعجاز احمد قادری۔

10-'' **عمر بڑہانے کے نبوی وظائف**''(افادۃ الخبر بنصہ فی زیادۃ العمر و نقصہ)؛ مترجم: مولانا غوث رضا برکاتی مصباحی۔

11-''**مبارک بادی دینے کے اصول وطریقے**''(وصول الامانی با صول التھانی)؛ مترجم: مولانا غوث رضا برکاتی مصباحی۔

12-''**سنت کی اہمیت**''(مفتاح الجنۃ غی الاعتصام بالسنۃ)؛مترجم: مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

13-''**معراج نبوی**''(الآیۃ الکبری فی شرح قصۃ الاسرا)؛ مترجم: مولانا اسرارالحق مصباحی۔

کتب امام ملا علی قاری حنفی (م:1014ھ):

1-''**اربعین احادیث قدسی**''(الأحادیث القدسیۃ الأربعینیۃ)؛مترجم: مولانا افضل حسین اشرفی مصباحی۔

2-''**حیات خضر** علیہ السلام''(الحَذَرُ فی امر الخَضِر)؛مترجم: مولانا محمد گلریز رضا مصباحی۔

3-''**خوفِ خاتمہ**''(المقدمۃ السالمۃ فی خوف الخاتمۃ)؛مترجم: مولانا رئیس اختر مصباحی

4-''**غیبت کی خرابیاں**'' (تطھیر العیبۃ من دنس الغیبۃ)؛مترجم: مولانا محمد شمشاد عالم مصباحی۔

کُتب دیگر ائمہ:

1-"ایمان کی شاخیں" (شعب الایمان)۔امام ابن کثیر؛مترجم: ڈاکٹر حامد علی علیمی۔
2-"بدفعلی کا وبال" (ذم اللواط)۔امام آجری؛مترجم: مولانا سراج احمد قادری مصباحی۔
3-"فتنوں کے زمانے میں مسلمان" (المسلمون فی زمان الفتن کما اخبر رسول اللہ ﷺ)-امام عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی؛مترجم: مولانا محمد سلطان احمد مصباحی۔
4-"میلادِ نور" (المَوَارِدُ الهَنِيَّة فِي مَوْلِدِ خَيْرِ البَرِيَّة ﷺ)-امام نورالدین علی بن احمد سمہودی؛مترجم: مولانا مفتی ابو محمد اعجاز احمد قادری-
5-"امام مھدی ۔ زمانۂ ظھور اور علامات" (القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر)-امام حافظ ابن حجر مکی شافعی؛مترجم: مولانا محمد سراج الدین قادری مصباحی۔
6-"راہِ معرفت" (منہاج العارفین)- حجۃ الاسلام امام محمد غزالی؛مترجم: مولانا محمد ذیشان یوسف مصباحی۔
7-"روایتِ صحابہ از تابعین" (نزھۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین)- حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی؛مترجم: مولانا محمد عالمگیر مصباحی۔
8-"سیرتِ رسول ﷺ" (اَلْغُرَرُ وَالدُّرَرُ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ البَشَر ﷺ)- امام عزالدین محمد ابن جماعۃ؛مترجم: فضیلۃ الاستاذ مفتی اعجاز احمد قادری-
9-"دینی محبت" (المتحابین فی اللہ)- امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی؛مترجم: مولانا محمد رجب علی قادری مصباحی-
10-"بخشش کے بہانے" (اَلْخِصَالُ الْمُكَفِّرَة لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْمُتَأَخِّرَة)- حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی؛مترجم: ڈاکٹر حامد علی علیمی۔
11-"علامات امام مھدی" (البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان)-امام علاء الدین علی المتقی چشتی قادری برھانپوری ھندی؛مترجم: مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی-
12-"گناہ کی اَقسام اور اُن کے اَحکام" (شَرْحُ الرِّسَالَةِ فِي بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مِنَ الذُّنُوْبِ)-امام شیخ محقق ابراھیم بن نجیم مصری حنفی؛مترجم: ڈاکٹر حامد علی علیمی۔
13-"مقاماتِ غوثیت وقطبیت" (اجابۃ الغوث ببیان حال النقباء والنجباء والاوتاد والابدال والغوث)-امام سید ابن عابدین حنفی شامی؛
14-"مناقب معروف کرخی"- مؤلف: امام عبد الرحمٰن بن علی بن جوزی حنبلی (م:۵۹۷ھ)؛

ترجمہ، تقدیم وتحشیہ: مولانا شبیر حسین ازہری۔

15-**"مراتب وجود"** (ارادۃ الدقائق فی شرح مرآۃ الحقائق)-قطب کوکن، امام ربانی، فقیہ مخدوم علی بن احمد مہائمی شافعی (۷۷۶-۸۳۵ھ)؛ ترجمہ وتحقیق: فاروق خاں مہائمی مصباحی [نظریۂ وحدۃ الوجود پر ایک علمی کتاب کا پہلا اردو ترجمہ]

16-**"آئینۂ رافضیت"** (الرد علی الرافضۃ)-امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی [729-817ھ]؛ مترجم: محمد ذی شان مصباحی امروہوی (استاذ-جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)-

17-**"گستاخان صحابہ کا انجام"** (النھی عن سب الأصحاب وما فیه من الإثم والعقاب)-امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد الضیاء حنبلی مقدسی [568-643ھ]؛ مترجم: محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی (استاذ-جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)-

2-شعبہ تصنیف وتالیف (جدید عنوانات پر)

1-**"اے ابن آدم!"** [ایمان افروز نصیحتوں پر مشتمل 52 احادیث وآثار کا مجموعہ جس میں مومنین کو **یاابن آدم!** کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے]؛ مرتب: محمد بشارت علی صدیقی اشرفی-

2-**"فضائل استغفار"** [70 احادیث وآثار کا مجموعہ جس میں استغفار کے فضائل وثمرات کی تفصیل دی گئی ہیں]؛ مرتب: محمد بشارت علی صدیقی اشرفی-

3-**"قرآن کے اقتصادی اعجاز کا جائزہ"**-تالیف: ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی (پرنسپل دارالعلوم علیمیہ نسواں، جمداشاہی، بستی، یوپی انڈیا)

4-**"حیات مخدوم العالم"** [مخدوم العالم، قطب بنگال، گنج نبات، مرشد مخدوم اشرف سمنانی، حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی بنگالی علیہ الرحمہ پر بزبان اردو پہلی تفصیلی تحقیقی سوانحی کتاب]-تصنیف: علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی-

5-**"ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۷۶۱-۸۴۹ھ)"** [غوث العالم سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ کے نامور خلیفہ پر اولین تحقیقی سوانحی کتاب]؛ مؤلف: علامہ مولانا ساجد علی مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی)

6-**"آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان-احوال وآثار"** [مصنف ہدایۃ النحو، خلیفۂ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا، بانی سلسلہ سراجیہ، مرشد مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی، آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر اولین تحقیقی کتاب]-تصنیف: علامہ

مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

7-''قندیلِ معرفت''[مرید چراغ دہلی، خلیفہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مربی شیخ مخدوم سارنگ وشیخ مخدوم مینالکھنوی۔قطب ومخدوم لکھنو۔حاجی الحرمین مخدوم شیخ قوام الدین عباسی چشتی لکھنوی کی حیات، خدمات اور ملفوظات پر اولین تحقیقی وتاریخی کتاب۔] مؤلف: مولانا سید نور محمد لکھنوی مصباحی علیمی۔

8-سید سلیمان اشرف۔احوال وآثار [حضرت پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری، (سابق استاذ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) کے حیات، خدمات اور افکار پر پہلا مجموعہ مقالات]؛ مرتب: سید قمر الاسلام۔

9-تحریک استشراق؛ماضی، حال، مستقبل: مؤلف: علامہ مولانا کمال احمد علیمی نظامی۔

10-شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی۔احوال وآثار[خطۂ بنگال کے اولین داعی اسلام و اِمام طریقت، خلیفۂ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، مصاحب غوث زماں بہاء الدین زکریا ملتانی و قطب الدین بختیار کا کی---اِمام الصوفیہ، شیخ الاسلام حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی علیہ الرحمہ پر ایک تفصیلی، تاریخی وتحقیقی سوانحی کتاب]؛ تصنیف: علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

11-رسائل وحدۃ الوجود[مسئلۂ وحدۃ الوجود پر بلند پایہ تحقیقی رسائل کا مجموعہ؛الروض المجود فی تحقیق الوجود- امام علامہ فضل حق چشتی خیرآبادی/ انوار اللہ الودود فی مسئلۃ وحدۃ الوجود-شیخ الاسلام علامہ مولانا شاہ انواراللہ فاروقی حیدرآبادی/ القول المسعود المحمود فی مسئلۃ الوحدۃ الوجود- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی/ وحدت الوجود-محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی / وحدۃ الوجود کیا ہے؟ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی/مع اشاریہ کتب، رسائل و مقالات بر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ووحدۃ الوجود]؛ مرتب: محمد بشارت علی صدیقی اشرفی۔

12-خانوادۂ اشرفیہ ورضویہ-تعلقات وروابط؛تصنیف: علامہ مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی-

13-ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی[مرشد غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی، مرید وخلیفہ مصنف ہدایت النحو آئینہ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان، والد گرامی ومرشد سامی شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی، مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی کے اقوال وارشادات کا مجموعہ]؛ جمع وترتیب مع تشریح وتوضیح: علامہ مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی-

14-خصائص فتاوی رضویہ؛تصنیف: علامہ مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی-

3-شعبہ نوادرات اہل سنت (کتب اسلاف ہند)

1-**"عظمت اہل بیت اطہار"** (الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول)-حکیم الامت مفتی احمد یار خان اشرفی نعیمی بدایونی؛تخریج وتحقیق: بشارت علی صدیقی اشرفی-

2-**"رحمت خدا بوسیلہ اولیا"**-حکیم الامت مفتی احمد یار خان اشرفی نعیمی بدایونی؛تخریج وتحقیق: بشارت علی صدیقی اشرفی-

3-**"داڑھی کی شرعی حیثیت"** (نزھۃ المقال فی لحیۃ الرجال)-رئیس المتکلمین حضرت علامہ سید سلیمان اشرف چشتی اشرفی بہاری۔ تحقیق وتخریج: مولانا محمد طفیل احمد مصباحی۔

4-شعبہ کتب محدث اعظم ہندوشیخ الاسلام کچھوچھوی:

1-خطبات شہادت [شہادت امام حسین پر 7ایمان افروز خطبات کا مجموعہ]۔حضرت شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی قبلہ- جمع وترتیب: مولانا ڈاکٹر فرحت علی صدیقی اشرفی حیدرآبادی-

2-**"نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا حکم"** (الإجازة بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة [1335ھ /1917ء])-محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی-

3-**"شیخ العالم"** [تذکرہ مرشد مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی- علاء الحق گنج نبات لاہوری پنڈوی]-محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی-

4-**"تین اہم مسائل"** [ایصال ثواب، قربانی، اور طوافِ قبور وغیرہ مسائل پر اعتراضات کا مدلل و مفصل جواب]-محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی-

5-فقہ حنفی میں وقت عصر (بَصَارَةُ الْعَيْنِ فِي أَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ بَعْدَ الْمِثْلَيْنِ مع رسالہ: (اَبْرِدُوْا فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ /رَفْعُ الْغِشَا عَنْ وَقْتَيِ الْعَصْرِ وَ الْعِشَاءِ)-علامہ زین العابدین بن ابراہیم ابن نجیم مصری)-محدث اعظم ہند علامہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی؛ترجمہ وترتیب جدید: محمد صدیق بن حاجی حسن ازہری-

❁❁❁

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد دکن